هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ ... ششماہی ... بیرون ممالک ...
قیمت فی پرچہ ...

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ ستمبر ۱۹۳۹ء | نمبر ۳۴

دارالامان کا ہفتہ

(۱) قادیان ۱۳ ستمبر ۳۹ء۔ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق نو بجے شب کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو آج اسہال کی شکایت رہی۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

(۳) حرم رابع حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو آج پھر بخار ہو گیا۔ صحت کے لئے دعا کی جائے۔

(۴) جنگ جرمنی کی وجہ سے ہندوستان میں دکانداروں نے ہر چیز کی قیمت بڑھانی شروع کر دی ہے۔ چھاپہ خانہ والے بھی چھپائی کی اجرت بڑھا رہے ہیں۔ فاروق کی اشاعت بہت کم ہے۔ احباب خاص توجہ سے اسکی خریداری بڑھائیں۔ تاکہ فاروق اپنے پاؤں پر کھڑا رہ سکے۔ ورنہ کاغذ کی گرانی اس کو مشکلات میں ڈال دیگی۔ فاروق کی امداد کرنا آپ کا ذاتی اور قومی فرض ہے۔ سوچ لو!

(۵) ہفتہ زیر اشاعت میں خدا کے فضل سے خوب بارشیں ہوئیں۔ الحمد للہ۔

ملک معظم کا پیغام اہل ہند کے نام

ملک معظم کی طرف سے ایک پیغام اہل ہند کے نام والسرائے ہند کی وساطت سے عین اس وقت موصول ہوا۔ جبکہ حضور والسرائے ۱۱ ستمبر کو مجالس آئین ساز کے دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں تقریر کرنے والے تھے۔ تقریر سے پہلے آپ نے کہا۔ کہ یہ پیغام سنانے کے لئے اس سے بہتر اور موزون ترین موقعہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ نے پڑھ کر سنایا۔ جو یہ ہے۔ کہ ان دنوں تہذیب عالم کی تباہی کی دھمکی دی جا رہی ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے ہم مسلح ہو گئے ہیں۔

اور میرے لئے یہ امر موجب اطمینان ہے کہ ہندوستان کے عوام اور والیانِ ریاست نے اس موقعہ پر امداد کے پیغامات ارسال کئے ہیں۔ برطانیہ کسی خود غرضی کے ماتحت لڑائی نہیں کر رہا۔ بلکہ اس اصل کو برقرار رکھنے کے لئے نبرد آزما ہے۔ کہ مہذب حکومتوں کے باہمی اختلافات قوت کے ذریعہ نہیں۔ بلکہ دلیل اور قانون کے ذریعہ طے ہونے چاہئیں۔ ہمارا دلی مقصد یہی ہے۔ کہ ہماری رعایا جنگ کی ہلاکت آفرینیوں سے محفوظ رہتی ہوئی خوشحالی اور مسرت کی زندگی بسر کرے کہ یہی نسل انسانی کا مقصد و مدعا ہے

ملک معظم نے اس پیغام پر اپنے ہاتھ سے دستخط کئے ہیں۔ اس پیغام کے جواب میں والسرائے نے ملک معظم کی خدمت میں جوابی پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں اس پیغام کے لئے شکریہ ادا کرنے کے بعد لکھا ہے۔ کہ اس نازک موقعہ پر آپ کے الفاظ سے زیادہ کوئی چیز اہل ہند کی حوصلہ افزائی کا موجب نہیں ہو سکتی۔ ہندوستانی عوام اور والیانِ ریاست ان ارادوں کو آپ کے الفاظ نے بہت مضبوط کر دیا ہے۔ کہ انہیں اس اصول کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ جسے جرمنی نے خطرے میں ڈال دیا ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی طرف سے ٹیریٹوریل فوج کے احمدی نوجوانوں کو ضروری اطلاع

ہندوستان کی ٹیریٹوریل فوج کو بلوایا گیا ہے۔ تمام احمدی جو 11/15 پنجاب رجمنٹ میں بھرتی ہیں۔ وہ انبالہ جانے کے لئے فوری طور پر تیار رہیں۔ ان کو نوٹس بھجوائے جا رہے ہیں۔ جس وقت ان کو انبالہ سے اطلاع ملے۔ فوراً روانہ ہو جائیں۔ جو شخص اپنی مستقل جائے رہائش پر نہ ہو۔ وہ اپنے موجودہ رہائشی مقام سے کمانڈنگ آفیسر صاحب 11/15 پنجاب رجمنٹ کو مطلع کر دیں۔ خاکسار مرزا شریف احمد

سیرۃ النبیؐ کے جلسے اور احمدی جماعتیں

یکم اکتوبر کی تاریخ قریب آ رہی ہے۔ جبکہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام دنیا بھر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت پر جلسے کئے جائیں گے۔ اور اس پُر آشوب زمانہ میں مسلم اور غیر مسلم اصحاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم "امن عامہ" کے متعلق پیش کریں گے۔ احمدی احباب کا فرض ہے۔ کہ (۱) ان جلسوں کے انتظامات ابھی سے شروع کر دیں۔ (۲) غیر مسلم مقررین کا انتخاب کریں۔ (۳) جہاں کہیں مقرر میسر نہ آ سکے۔ مرکز سے کرایہ بھیجکر منگوانے کا انتظام کریں۔ (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید میں اخلاص سے حصّہ لینے والوں کیلئے جنّت واجب ہے

سیدنا حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

(۱) "میں اپنی جماعت سے کہتا ہوں۔ کہ تمہارے اخلاص اور تمہاری قربانی اور تمہاری محبت اور تمہاری فدائیت کا یہی ثبوت ہو سکتا تھا۔ کہ تم ثابت کرتے۔ کہ تم نے احمدیت کے لئے اسی قسم کی قربانیوں کا نمونہ دکھا دیا ہے۔ جس قسم کی قربانیاں صحابہ رضؓ نے کیں۔ مگر کیا تم کہہ سکتے ہو۔ کہ تم واقعہ میں اس قسم کی قربانیاں کر رہے ہو۔ کیا تم میں وہ رجل رشید نہیں ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کے اس عظیم الشان احسان کے شکر کے طور پر کہ اس نے تمہیں اپنے مسیح کو ماننے کی توفیق بخشی۔ اپنا مال اور اپنی جان اسکی راہ میں قربان کر دیں۔ کیا تمہارے دل میں یہ درد پیدا نہیں ہوتا۔ کہ کاش تمہیں بھی ایسی ہی قربانیاں کرنے کا موقعہ ملے۔ تا آنیوالی نسلیں تمہارے نمونہ کو دیکھ کر تم پر درود بھیجیں۔ اور آسمان پر فرشتے تمہاری قربانی اور ایثار کی تعریف کریں۔ نہایت چھوٹی چھوٹی قربانیاں ہیں۔ جو تمہارے پیش ہوتی ہیں۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد تم ان کو بھول جاتے ہو۔ اور تمہاری حالت اس افیونی کی طرح ہو جاتی ہے۔ جسے بار بار جگانا پڑتا ہے۔ اور وہ بار بار سو جاتا ہے"۔

(۲) "میں سمجھتا ہوں۔ اپنے دل میں اسلام کا درد رکھنے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں ہو سکتا تھا۔ جس کے سامنے یہ تحریک پیش کی جاتی۔ کہ اس چندہ کے ذریعہ ایک ایسا مستقل فنڈ قائم کر دیا جائیگا۔ جو دائمی طور پر اسلام کی تبلیغ کے کام آئے گا۔ اور وہ یہ تحریک سننے کے باوجود اس میں حصہ نہ لیتا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ اگر ایک مرتے ہوئے با ایمان انسان کے کانوں میں بھی یہ تحریک پہنچ جاتی۔ تو اسکی رگوں میں بھی خون دوڑنے لگتا۔ اور وہ سمجھتا۔ کہ میرے خدا نے میرے مرنے سے پہلے ایک ایسی تحریک کا آغاز کرا کے اس میں حصہ لینے کی توفیق عطا فرما کر میرے لئے اپنی جنت کو واجب کر دیا۔ مگر تم میں سے کتنے ہیں۔ جنہوں نے اسکی اہمیت کو سمجھا۔ تم میں سے کتنے ہیں۔ جنہوں نے استقلال کے ساتھ اس میں حصہ لیا"۔

(۳) "ابھی تو اس تحریک کا پانچواں سال ہے۔ نہ معلوم شامل ہونے والوں میں سے اخیری سال تک کون گرتا اور کون رہتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگ چاہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھے رہیں۔ اور وہ انعام بھی حاصل کر لیں۔ جو انبیاءؑ کی جماعتوں نے حاصل کئے۔ حالانکہ یہ بالکل ناممکن ہے۔ وہ انعامات تو الگ رہے۔ ایمان بھی اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک ان تمام قربانیوں میں حصہ نہ لیا جائے۔ جو پہلے انبیاءؑ کی جماعتوں نے کیں"۔

(۴) "ایمان تو ایک موت ہے۔ جب تک کوئی شخص اس موت کو حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ اس وقت تک وہ ہرگز ہرگز ابدی زندگی حاصل نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالےٰ انہی لوگوں کو اپنی بارگاہ میں قبول کرتا ہے۔ جو ہر وقت مرنے کے لئے تیار رہتے ہیں"۔

مندرجہ بالا حضور کا ارشاد احباب کے خصوصیت سے پیش کر کے یہ التماس ہے۔ کہ وہ اپنے وعدوں کو اس ماہ میں ہی سو فی صدی پورا کرنے کی جدوجہد کریں۔ تحریک جدید سال پنجم کے ختم ہونے میں قلیل ترین وقت رہ گیا ہے۔ اس لئے احباب کو فوری توجہ کرنی چاہیئے۔ تا وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اسکی رحمتوں کے وارث ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

نفع مند کام

جو احباب کوئی روپیہ نفع پر لگانا چاہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ ضرور میرے ساتھ خط و کتابت کریں۔ میں انہیں بعض ایسے کام بتا سکتا ہوں۔ جن میں تجارتی طور پر روپیہ لگایا جا سکتا ہے۔ اور بعض ایسے طریق جن میں روپیہ جائیداد کی کفالت پر قرض لیا جائے گا۔ اس آخرالذکر طور پر روپیہ انشاء اللہ تعالےٰ ہر طرح محفوظ ہوگا۔ اور نفع بھی ساتھ لائے گا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب ضرور اس موقعہ سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

مختلف زبانیں جاننے والے احمدی

جو احباب پشتو۔ چینی اور جاپانی زبان جانتے ہوں۔ وہ مجھے اپنے ناموں سے فی الفور اطلاع دیں۔

(ناظر امور خارجہ قادیان)

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا تار ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کے نام

۴ر ستمبر ۳۹ء کو حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے حسب ذیل تار ہز ایکسیلنسی وائسرائے ہند کو ارسال کیا گیا۔

یور ایکسیلنسی کی گذشتہ شب کی براڈ کاسٹ تقریر کے جواب میں میں جماعت احمدیہ کی طرف سے حکومت کے ساتھ پورے تعاون اور ہر امداد کا وعدہ کرتا ہوں۔ گذشتہ جنگ عظیم کے موقعہ پر کئی ہزار احمدیوں نے اپنی خدمات پیش کی تھیں۔ اور گذشتہ دس سال سے میں پنجاب ٹیریٹوریل فورس کے مسلم سیکشن کا پانچواں حصہ مہیا کر رہا ہوں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ موجودہ جنگ میں میری جماعت پہلے سے بھی زیادہ خدمت کر سکے گی۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس جنگ میں حکومت برطانیہ کو فتح عطا فرمائے۔ اور دنیا میں امن کے قیام کا سامان پیدا کرے۔ مگر ضرورت ہے۔ کہ جس طرح آپ نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے۔ انسانیت کے لئے ایسے نازک موقعہ پر روحانی طاقتوں سے مدد لی جائے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ روحانی طاقتوں ہی کی مدد سے دشمن کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اور انہی طاقتوں سے ملک میں امن قائم رکھا جا سکتا ہے۔ اگر اس اصل پر حکام عمل کریں۔ تو برطانوی حکومت ایک مستقل بنیاد پر قائم ہو جائے۔ مگر افسوس یہ ہے۔ کہ بہت سے حکام اسے نظر انداز کر کے اپنی غلطیوں سے حکومت کے لئے موجب نقصان ہو جاتے ہیں۔

فاروق کو فوری امداد کی ضرورت

چونکہ اس وقت ایک عالمگیر آتشین جنگ شروع ہو رہا ہے۔ جس کے پیش نظر ہر ایک چیز کے نرخ کو بڑھانے کا تاجروں کو خیال ہے۔ چنانچہ کاغذ کا نرخ ابھی دو چند فی رم بڑھ گیا ہے۔ آگے چل کر جبکہ جنگ کی آگ کے شعلے بلند ہوں گے۔ تو کاغذ جو کہ ولایت سے آتا ہے۔ یا ہندوستان میں بنتا ہے۔ یقیناً زیادہ گراں ہو جائے گا۔ فاروق چونکہ نہایت سستا اور غریبوں کا اخبار ہے۔ اس میں اتنی گنجائش نہیں۔ کہ وہ اسی ڈھائی روپیہ سالانہ چندہ پر کاغذ کی گرانی کا بوجھ اٹھا سکے۔ اور یہ امر مجھے پسند نہیں۔ کہ میں فاروق کا چندہ کاغذ وغیرہ کی گرانی کی وجہ سے زیادہ کر دوں۔ اس لئے میں نے یہ تجویز سوچی ہے۔ کہ کم از کم چھ ماہ کے واسطے میں فاروق کے لئے کاغذ ابھی سے خرید لوں۔ تاکہ فاروق کا چندہ نہ زیادہ کرنا پڑے۔ اور اس کے لئے یہ صورت مناسب سمجھی گئی ہے۔ کہ موجودہ خریداران فاروق سے درخواست کی جائے۔ کہ ہر ایک خریدار اتنی امداد کرے۔ کہ کم از کم آٹھ آنہ اور زیادہ سے زیادہ ایک روپیہ بطور پیشگی چندہ عطا فرما دیں۔ جو ان کے آئندہ سال کے چندہ میں جمع کر لیا جائے۔ اور آئندہ سال جب وہ چندہ دیں۔ تو اس میں سے یہ رقم کاٹ کر باقی چندہ عطا کر دیں۔ مجھے یقین ہے۔ کہ فاروق کی اس جائز امداد سے جو کسی قسم کا بوجھ نہیں۔ صرف چند ماہ قبل آئندہ سال کے چندہ میں سے معمولی سی رقم پیشگی مانگی جاتی ہے۔ جس سے فاروق کی وقتی امداد ہو سکتی ہے۔ فاروق کے موجودہ خریداروں میں سے کسی کو دریغ نہ ہوگا۔ پس ہر ایک خریدار سے درخواست ہے۔ کہ وہ ایک روپیہ یا آٹھ آنہ پیشگی چندہ اسی ماہ کے اندر اندر ارسال کر کے فاروق کی اس جائز درخواست کو منظور فرمالیں۔ اور یہ رقم خود بھیج دیں۔ یا اپنے ماہواری چندوں کے ساتھ اسی ماہ ستمبر میں بیت المال میں بھجوا کر شکریہ کا موقعہ بخشیں۔ (خاکسار ایڈیٹر فاروق)

سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلسوں کے لئے صیغہ نشر و اشاعت کی طرف سے ایک رسالہ "امن عالم کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم" ۳۲ صفحہ پر شائع کیا گیا ہے۔ جو نہایت مفید اور قابل تقسیم ہے۔ احباب کثرت سے خرید کر اس مبارک موقعہ پر تقسیم کریں۔ قیمت فی نسخہ دو پیسے اور ایک روپیہ کے چالیس۔ دفتر نشر و اشاعت سے منگوائیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ رجب ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ر ستمبر ۱۹۳۹ء | نمبر ۳۴

خطبہ جمعہ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۳۹ء

فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

جنگ میں اہل ہند کا انگریزوں کے ساتھ تعاون کرنا ضروری ہے

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ

عورتوں کا حصہ مسجد کے ساتھ

بنانے میں غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ وہاں سے آوازیں اس بے تکلفی سے آرہی ہیں۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ عورتیں نماز کے لئے نہیں آئیں۔ بلکہ کھیلنے کودنے کے لئے آئی ہیں۔ بچے بھی موجود ہیں۔ جو شور مچا رہے ہیں۔ اور عورتیں بھی باتیں کر رہی ہیں۔ اور جب عورتوں کی تربیت ایسی ہو۔ تو انہیں الگ وعظ کرنا چاہیئے۔ مسجد میں آنے کی اجازت نہیں دینی چاہیئے۔ اس لئے منتظمین کو چاہیئے۔ کہ اگلے جمعہ سے یہ پردہ اٹھا دیں۔ اور عورتوں کے لئے پہلے باہر جو انتظام ہوتا تھا۔ وہ رہنے دیں۔

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ یہ ایام نہایت نازک معلوم ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالےٰ کی خاص قدرت انسانوں کے آڑے نہ آئے۔ اور اسکی رحیمیت اور کریمیت انسانوں کی خطاؤں کی پردہ پوشی نہ فرمائے۔ تو

دنیا بالکل تباہی کے کنارے پر

کھڑی نظر آتی ہے۔ وہ لوگ جن کی عمریں ۳۵ - ۴۰ - ۴۵ یا ۵۰ سال کے سن کی ہیں۔ انہیں یاد ہوگا۔ کہ

جنگ عظیم

جس کی نسبت خیال کیا جاتا تھا۔ کہ شاید بڑی جنگ کبھی نہیں ہوگی اور جسے عالمگیر جاتا تھا۔ اور یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ اسکی تباہی بربادی شاید سینکڑوں سالوں تک دنیا کو یاد رہے گی۔ جب وہ ہوئی۔ تو ہندوستان کے لوگوں کو محسوس بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ جنگ ہو رہی ہے۔ سوائے اس کے کہ اخبارات میں اس کا ذکر پڑھتے تھے۔ یا کبھی آٹا مہنگا ہو جاتا تھا۔ اور ہندوستانی سمجھ لیتے تھے۔ کہ جنگ ہو رہی ہے۔ یا جو لوگ فوج میں بھرتی ہو گئے تھے۔ ان کے گھروں میں روپیہ آتا تھا۔ یا جب کبھی ان میں سے کسی کے مرنے کی خبر آتی تھی۔ تو سمجھا جاتا تھا۔ کہ لڑائی ہو رہی ہے۔ ورنہ جنگی لحاظ سے ہمارے ملک پر اس لڑائی کا کوئی اثر نہ تھا۔ چار سال کی متواتر اور طویل جنگ کے باوجود ہندوستانیوں کو اس کا احساس نہ تھا۔ مگر آج ابھی جنگ شروع بھی نہیں ہوئی۔ لیکن

ہندوستان میں جنگی تیاریاں

ہو رہی ہیں۔ اور صرف اس رنگ میں نہیں۔ کہ رنگروٹ بھرتی کئے جا رہے ہیں۔ یا روپیہ سے برطانیہ کو امداد دینے کے انتظام ہو رہے ہیں۔ بلکہ اس رنگ میں کہ گولہ باری سے ہندوستان کو کس طرح محفوظ رکھا جائے۔ آج کلکتہ۔ بمبئی کراچی میں اور سمندر کے قریب واقعہ دوسرے شہروں میں بھی بچاؤ کے انتظامات ہو رہے ہیں۔ رات کو اندھیرے کئے جاتے ہیں۔ ہوائی حملوں سے بچاؤ کے لئے لوگوں کو تیار کیا جاتا ہے۔ اور یہ خطرہ لگ رہا ہے۔ کہ دشمن کے جہاز

ہندوستان کے شہروں پر گولہ باری

کریں گے۔ اور ان کو تباہ کر دیں گے۔ اب ایسے جہاز تیار ہو چکے ہیں۔ کہ جو سَو سَو ٹن یعنی قریباً تین ہزار من تک وزنی بم لے کر بمباری کرتے ہیں۔ اور ایک ہی پرواز میں دو دو اور اڑھائی اڑھائی ہزار میل جا کر حملہ کر کے واپس آجاتے ہیں۔ اور ایسے سمندری جہاز تیار کئے گئے ہیں۔ جو ہوائی جہازوں کو لاد کر دوسرے ملکوں کے قریب لے آتے ہیں۔ جہاں سے اڑ کر وہ ان ملکوں پر آسانی سے حملہ کر کے واپس ان سمندری جہازوں پر آ اترتے ہیں۔ ہندوستان ان سامانوں کے ہوتے ہوئے ایبی سینیا کی زد میں ہے۔ روس کے علاقوں اور چین کے جاپانی علاقوں کی زد میں ہے۔ روسی سرحد انگریزی سرحد سے پانچ چھ سو میل ہے۔ حبشہ کی دو ہزار میل کے قریب ہے۔ اور بعض علاقوں میں تو ہندوستان کی سرحد برطانیہ کے مخالف ملکوں سے سو ڈیڑھ سو میل ہی ہے۔ گو اب تک روس۔ اٹلی اور جاپان نے جرمن کے ساتھ جنگ میں شامل ہونے کا فیصلہ نہیں کیا۔ لیکن خطرہ ضرور ہے۔ کہ کسی وقت وہ بھی جنگ میں شامل ہو جائیں۔

ان حالات میں یہ امر بعید نہیں۔ کہ معصوم ہندوستان پر بھی گولہ باری کی جائے۔ اور اس کے بسنے والے افراد کو اسلئے تباہ کر دیا جائے۔ کہ وہ انگریزوں کی حکومت میں کیوں ہیں۔

بمباری سے تباہی کا خطرہ

انگلستان۔ فرانس اور ان کے مقابلہ میں جرمنی اور اگر اٹلی اور روس لڑائی میں شامل ہو جائیں۔ تو ان کو بھی ہے۔ پولینڈ۔ ترکی اور مصر کو بھی ہے۔ مگر ان کے افراد یہ لذت بھی محسوس کرتے ہیں۔ کہ اگر دشمن ہم کو ماریں گے۔ تو ہم بھی ان کو ماریں گے۔ لیکن ہندوستانی کیا کہہ سکتے ہیں۔ نہ ان کی اپنی کوئی فوج ہے نہ سامان ان کے پاس ہے۔ سوائے اس کے کہ جو انگریز ان کے لئے مہیا کر دیں۔ اور پھر وہ سامان بھی انگریز افسروں کے قبضہ میں ہوگا۔ ہندوستانیوں کا نہ جنگ کرنے میں کوئی دخل ہے۔ نہ صلح کرنے میں۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ فتح کی صورت میں ہندوستان کو کوئی خاص فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ اگر خدانخواستہ انگریزوں کو شکست ہو جائے۔ تو نقصان میں ہندوستان کو ضرور حصہ دار بننا پڑیگا۔ گویا گو ہندوستانی فتح کے حصہ سے محروم ہیں۔ مگر تکلیف میں شامل ہیں۔ لڑائی یا صلح نہ ان کے ہاتھ میں ہے۔ اور نہ اس میں ان کا کوئی دخل ہے۔ پھر فتح کے انعامات میں بھی ان کا کوئی حصہ نہیں۔ لیکن

شکست کے نقصان

میں ضرور ہے۔ پچھلی جنگ میں کم سے کم چار پانچ لاکھ مسلمان شریک ہوئے ہوں گے۔ ان میں سے پچاس ساٹھ ہزار مارے گئے ہوں گے۔ اور قریباً لاکھ ڈیڑھ لاکھ زخمی ہوئے ہوں گے۔ لیکن بعد میں کیا ہوا۔ اور مسلمانوں کو کیا صلہ ملا۔ یہ کہ ترکی کے حصے بخرے کر دیئے گئے۔ اور جن مسلمانوں نے اپنے خون بہائے تھے۔ وہ دیکھتے کے دیکھتے اور روتے کے روتے رہ گئے۔ اسی طرح عرب کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے گئے۔ تو فتوحات کی صورت میں تو ہندوستانیوں کو کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن شکست کی صورت میں نقصان ضرور ہے۔ ان کے اپنے بچاؤ کی کوئی صورت ان کے اختیار میں نہیں۔ بلکہ انگریزی حکومت کے اختیار میں ہے۔ نہ صلح ان کے اختیار میں ہے۔ اور نہ لڑائی۔ مگر چونکہ انگریزوں کا بہت بڑا اقتدار ہندوستان کی وجہ سے ہی ہے۔ اس لئے یہ بات واضح ہے۔ کہ جہاں تک ان کا زور چلیگا۔ انگریز ہندوستان کو تباہ ہونے یا دشمن کے قبضہ میں جانے سے بچائیں گے۔ میرا مطلب یہ ہے۔ کہ کسی بات میں

ہندوستان کی رائے کو دخل نہیں

وہ محض ایک ہتھیار کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک تیر ہے۔ جسے جدھر چاہے۔ چلا دیا جائے۔ وہ دماغ نہیں۔ کہ خود کچھ سوچ سکے۔ اور مشورہ دے سکے۔ ان حالات میں اسے ذہنی لذت بھی کوئی حاصل نہیں ہو سکتی۔ فرانس اگر جرمنی پر بمباری کرے۔ تو جرمنی بھی اس کا انتقام لے سکے گا۔ اور کہے گا۔ کہ ہم نے بھی خوب خبر لی۔ اور اگر پولینڈ پر جرمنی حملہ کرے۔ تو وہ بھی آگے سے جواب دے کر ذہنی طور پر ضرور لذت اندوز ہو سکتے ہیں۔ کہ ہم نے بھی ان کو خوب سزا دی ہے۔ مگر

ہندوستان پر اگر حملہ ہو

تو وہ کس منہ سے کہہ سکتا ہے۔ کہ میں بھی بدلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیتا ہوں۔ جبکہ اس کے پاس نہ کوئی بم ہے نہ طیارہ۔ نہ گولی اور نہ بارود۔ اس صورت میں ایک ہندوستانی تو یہی کہتا ہوا گاؤں سے بھاگ جائے گا۔ کہ ہائے میری قسمت۔ اگر ہندوستان کی طرف سے بمباری کا جواب بھی دیا جائے۔ تو بھی ہندوستانی فخر نہیں کر سکتے۔ کہ ہم نے بھی خوب خبر لی۔ کیونکہ وہ تو نوکر ہیں اپنی تنخواہ کے لئے یا زیادہ سے زیادہ جان بچانے کے لئے لڑتے ہیں۔ ملک اور قوم کے وقار اور افتخار کے لئے نہیں۔ مگر اپنی اس بے بسی کے باوجود کوئی عقلمند ہندوستانی یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ

لڑائی انگریز کی ہے ہماری نہیں

اگر کوئی یہ کہے۔ تو وہ احمق ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ وہ دشمن سے کہتا ہے۔ کہ آ مجھے مار۔ میں تو حیران ہوں۔ کہ ہندوستان کے بعض عقلمند اس وقت ایسی بے وقوفی کر رہے ہیں۔ کہ ابھی سوچ رہے ہیں۔ کہ ہم انگریزوں کا ساتھ دیں یا نہ دیں۔ اگر وہ اپنے آپ کو انگریزوں کا دشمن بھی خیال کرتے ہیں۔ تب بھی ایسا خیال کرنا ایسا ہی ہے۔ جیسے کہ دو شخص جو ایک دوسرے کے دشمن ہوں۔ ایک چھت کے نیچے ہو۔ کوئی بیرونی دشمن چھت پر بمباری کر رہا ہو۔ اور وہ سوچیں۔ کہ ہم اس وقت ایک دوسرے کی مدد کریں یا نہ کریں۔ ایسا سوچنا حماقت ہے۔ کیونکہ اگر وہ چھت گری۔ تو دونوں مریں گے۔

انگریزوں کے ساتھ ہندوستان کا تعلق

ایسا گہرا ہے۔ کہ خواہ کوئی ہندوستانی ان کا کتنا ہی دشمن کیوں نہ ہو۔ اگر جنگ کے وقت یہ خیال کرتا ہے۔ کہ میرے لئے یہ بھی ممکن ہے۔ کہ میں اس وقت انگریزوں کا ساتھ نہ دوں۔ تو میرے نزدیک اس سے زیادہ احمق کوئی نہیں ہو سکتا۔ انگریزوں کے متعلق خواہ بعض ہندوستانیوں کے جذبات معاندانہ ہوں۔ خواہ غیر جانبدارانہ اور خواہ ہمدردانہ اگر وہ عقلمندی سے کام لیں۔ تو انہیں انگریزوں کا ساتھ دینا پڑے گا۔ غرض خواہ ہم ان کے دشمن ہوں۔ خواہ ہمدرد اور خواہ غیر جانبدار اگر ہم عقلمند ہیں۔ تو

ہم مجبور ہیں۔ کہ ان کا ساتھ دیں

ورنہ زیادہ سے زیادہ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ پہلے ہمارے حاکم انگریز ہیں۔ اور پھر جرمن یا روس ہو جائیں گے۔ اور ہر عقلمند انسان بلکہ کمزور عقل کا انسان بھی اگر سوچ سمجھ سے کام لے۔ تو تسلیم کرے گا۔ کہ ہر تازہ دم حکومت زیادہ ظلم کرتی ہے۔ انگریزوں کو خواہ کوئی کتنا بُرا کہے۔ اگرچہ میرا خیال یہی ہے۔ کہ گو ان کے اندر ایمان والی دیانت تو نہیں۔ مگر یورپ کی کوئی اور قوم ایسی نہیں۔ جو ان کی طرح رعایا کا خیال رکھتی ہو۔ بے شک وہ بھی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور اپنے فائدہ کے لئے یہاں حکومت کرتے ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ انگریز یہاں اسلئے آئے ہیں۔ کہ ہندوستان کی خدمت کریں۔ وہ میرے نزدیک احمق ہے۔ یا جھوٹا ہے۔ مگر پھر بھی جو دوسرے غیر ملکوں میں اپنے فائدہ کے لئے گئے ہیں۔ ان

سب سے انگریز بہتر ہیں

دوسری قومیں محکوموں کی اگر کھال اتارتی ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ کھال رہنے دو۔ وہ اگر لباس اتروا لیتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ننگا نہ کرو۔ دوسری اگر روزی چھین لیتی ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ ان کو بھی کھانے دو۔ اگر یورپ کا اقتدار ایک بلا ہے۔ تو انگریز ادنےٰ درجہ کی بلا ہیں۔ اگر دوسری قوموں میں سے انتخاب کرنا پڑے۔ تو میں کہوں گا۔ کہ اگر عقلمند ہو۔ تو انگریزوں کو منتخب کرو۔

امریکہ کی نسبت تو میں کہہ نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ بہت دُور ہے۔ اور ہمیں اس کا پورا تجربہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ اس کے سوا باقی سب ممالک یعنی فرانس۔ پرتگال اٹلی وغیرہ سے

انگریزوں کا سلوک محکوموں سے

زیادہ اچھا ہے۔ وہ ایسا معاملہ کرتے ہیں۔ کہ ممکن ہوتا ہے۔ کہ کچھ مدت کے بعد ان کے محکوم آزادی کی طرف قدم اٹھا سکیں۔ لیکن اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے۔ کہ انگریز بُرے ہیں۔ تب بھی کوئی عقلمند یہ خواہش نہیں کر سکتا۔ کہ ان کی حکومت بدل جائے۔ جب کوئی حکومت لمبی ہو جاتی ہے۔ تو طبعًا اس میں کمزوری آجاتی ہے۔ ان کو ہندوستان پر حکومت کرتے ہوئے سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اب ان کی حکومت کا وہ رنگ نہیں رہا۔ جو پہلے تھا۔ وہ اب زیادہ عرصہ تک پرانے طریق پر حکومت نہیں کر سکتے۔ اور مجبور ہیں۔ کہ

۵۰۔ ۶۰ سال کے بعد ہندوستان کو آزادی

دے دیں۔ یہ ایک لمبی اور علمی بحث ہے۔ اور اس کے اسباب پر روشنی ڈالنے کا یہ وقت نہیں۔ لیکن تاریخ سے یہی پتہ لگتا ہے۔ کہ جب کوئی قوم کسی ملک کو فتح کرتی ہے۔ تو یا تو وہ اسی میں آباد ہو کر اس کا حصہ بن جاتی ہے۔ یا پھر کچھ عرصہ بعد اپنی حکومت کھو بیٹھتی ہے۔ یا اس ملک کو آزاد کر دیتی ہے۔ انگریز سو سال سے اس ملک پر حکومت کر رہے ہیں۔ اور اب ہندوستانیوں کو انہوں نے بہت سے حقوق دے دیئے ہیں۔ ہندوستانی بھی حقوق طلبی کر رہے ہیں۔ اس وقت انارکسٹوں اور انگریزوں میں ایک دوڑ جاری ہے۔ اگر تو اس وقت سے پہلے کہ ہندوستانیوں کے دلوں میں انگریزوں کی طرف سے نفرت پیدا ہو جائے۔ ہندوستان کو آزادی مل گئی۔ تو آزادی کے بعد بھی ہندوستان انگریزوں کا دوست رہے گا۔ لیکن اگر یہ وقت آنے سے پہلے انارکسٹوں نے غلبہ حاصل کر لیا۔ تو آزادی ملے گی تو پھر بھی۔ لیکن اس صورت میں دونوں ملکوں کے تعلقات اچھے نہیں رہیں گے۔

بہر حال اب

ہندوستان کا قدم آزادی کی طرف

ہی اٹھے گا۔ سو سال کی حکومت بڑی لمبی حکومت ہے۔ اور یہ پرانے زمانہ کی ہزار سال کی حکومت کے برابر ہے۔ اب اگر ہندوستان کی حکومت میں کوئی تغیر ہوگا۔ تو ہندوستان کی بہتری کے لئے ہی ہوگا۔ اور اسے حقوق ملتے جائیں گے۔ لیکن اگر یہ حکومت بدل جائے۔ تو جو نئی قوم آئے گی۔ وہ پہلے تو کچھ عرصہ اس نشہ میں رہے گی۔ کہ ہم نے یہ ملک فتح کیا ہے۔ پھر کچھ عرصہ اس غصہ میں رہے گی۔ کہ اس ملک نے ہم سے لڑائی کی تھی۔ اور اس طرح پہلے تیس چالیس سال تک وہ خوب جونک کی طرح خون چوسے گی۔ اور کہے گی۔ کہ اچھا اب تمہاری خبر خوب لیتے ہیں۔ اور تمہیں بتاتے ہیں۔ کہ انگریزوں سے مل کر ہمارے ساتھ لڑائی کرنے کا انجام کیا ہے۔ اس کے جو مرد لڑائیوں میں مارے جائیں گے۔ ان کی عورتیں اور دوسرے رشتہ داروں کے دلوں میں چونکہ غصہ ہوگا۔ اسلئے وہ اپنی قوم کو خوب بھڑکائیں گے۔ کہ ہندوستانیوں کو پیس دو۔ انہوں نے کیوں ہم سے لڑائی کی۔ اور وہ یہ خیال بھی نہیں کریں گے۔ کہ یہ بیچارے تو ماتحت تھے۔ ان کا کیا اختیار تھا۔ بلکہ یہی کہیں گے۔ کہ انہوں نے کیوں انگریزوں کا ساتھ دیا۔ وہ ہندوستان کی مجبوریوں کا کوئی خیال نہیں رکھیں گے۔ اور ان کے اس غصہ کی وجہ سے ہندوستان پر جو تباہی اور بربادی نازل ہوگی اس کا تصور کر کے بھی ایک عقلمند کانپ اٹھتا ہے۔ اور میں تو حیران ہوں۔ کہ

کانگرس کے لیڈر

یہ کس طرح سوچ رہے ہیں۔ کہ انگریزوں سے تعاون کریں یا نہ کریں۔ حالات تو ایسے ہیں۔ کہ وہ خواہ انگریزوں کو اچھا سمجھیں۔ اور خواہ بدترین خیال کریں۔ دونوں صورتوں میں ان کے لئے تعاون کرنا ضروری ہے۔ اگر ہندوستان ان سے تعاون نہیں کرے گا۔ تو خطرناک مصائب میں گرفتار ہو جائے گا۔ اور نسلوں تک اسے رونا پڑے گا۔

تو اس وقت بہر حال ہندوستان بھی خطرہ کے مقام پر ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ان صاحب اقتدار لوگوں کو سمجھ نہ دے جو لڑائی کرا سکتے یا اسے روک سکتے ہیں۔ ہمارے لئے سخت مشکلات درپیش ہیں۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ لڑائی کی ذمہ واری کس پر ہے۔ ہٹلر پر ہے یا پولینڈ پر۔ یا انگریزوں پر۔ ہم بہت دُور بیٹھے ہیں۔ اور اصل حالات ہم تک نہیں پہنچتے۔ لیکن جہاں تک پہنچتے ہیں۔ ان سے یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انگریز اور ان کے حلیف حق پر ہیں۔ اصل حالات اور واقعات تاریخ بعد میں بیان کرے گی۔ لیکن جب تک وہ ظاہر نہ ہوں۔ ہر قوم کا یہ حق ہے۔ کہ اس کے متعلق حسن ظنی سے کام لیا جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی یہی ہدایت فرمائی ہے۔ کہ حسن ظنی سے کام لینا چاہیئے۔ ایک شخص کے متعلق جب ایک صحابی نے بدظنی سے کام لیا۔ تو آپؐ نے اسے یہی فرمایا۔ کہ ھل شققت قلبہ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا ہے۔ تو ہر قوم کے متعلق یہ حق یہی ہے۔ کہ اس کے متعلق حسن ظنی سے کام لیا جائے۔ لیکن جو کچھ تجربہ ہوا ہے۔ اس نے جرمنی اور اٹلی کے متعلق حسن ظنی کا ح ہمارے دلوں سے اڑا دیا ہے۔ اٹلی نے جو کچھ البانیہ کے ساتھ کیا۔ یا جرمنی نے زیکوسلواکیہ سے کیا۔ اسے دیکھتے ہوئے ہم مجبور ہیں۔ کہ انگریزوں کی بات پر ان کی نسبت زیادہ اعتبار کریں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے۔ کہ جو قوم ایک بار غلطی کرے۔ ضروری نہیں۔ کہ وہ دوسری بار بھی غلطی کرے۔ اسلئے ہم کوئی قطعی رائے تاحال ظاہر نہیں کر سکتے۔ مگر اب بھی یہی امید رکھتے ہیں۔ کہ شاید اللہ تعالےٰ ان کے دل میں رحم پیدا کر دے۔ اور وہ ایسا طریق اختیار کریں۔ کہ امن قائم رہے۔ (افسوس کہ اس خطبہ کے ایک گھنٹہ بعد ہی معلوم ہوا۔ کہ جنگ باقاعدہ شروع ہو گئی ہے۔ اور ہٹلر نے انسانیت کے خیر خواہوں کی اپیلوں کو رد کر دیا ہے) اور یا انگریزوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے دل میں ایسی کیفیت پیدا کر دے۔ کہ وہ ایسا رویہ اختیار کریں۔ جس سے انصاف بھی قائم رہے۔ اور امن بھی۔ لیکن اگر اللہ تعالےٰ کی مشیت یہی ہو۔ کہ لڑائی ہو۔ تو

ہمیں دعا کرنی چاہیئے

کہ اسکی مضرتوں سے بالخصوص ہمیں بچائے۔ اور ان لوگوں کو بھی جن کا وجود دینی و دنیوی لحاظ سے مفید ہو۔ یہ تو خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ بم برسیں۔ گولیاں چلیں اور نقصان بالکل نہ ہو۔ اور کوئی آدمی بھی نہ مرے۔ مگر نقصان بھی ایک نسبتی امر ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ شدید بمباری کی وجہ سے بھی کم سے کم نقصان ہو۔ یا زیادہ نقصان بدکاروں کا ہو۔ پس اگر اللہ تعالےٰ کی مشیت ہماری اس دعا کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔ کہ جنگ ٹل جائے۔ تو یہ ضرور ہو۔ کہ

شدید نقصان شریروں کو زیادہ پہنچے

آج کل مادیات کا زور ہونے کی وجہ سے لوگوں کے دلوں سے دعاؤں پر ایمان جاتا رہا ہے۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض احمدیوں کی دعائیں بھی رسمی ہوتی ہیں۔ دوسرے احمدی دعا کرتے ہیں۔ اس لئے وہ بھی شریک ہو جاتے ہیں۔ مگر دعا قبول وہی ہوتی ہے۔ جس کے ساتھ یقین ہو۔ اور یہ مقام عارف کو ہی حاصل ہوتا ہے۔ مومن کو تو

اللہ تعالےٰ کا ہاتھ

چھوٹی چھوٹی چیزوں میں بھی نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک بزرگ تھے۔ چلتے چلتے جب ان کا گھوڑا رکتا۔ تو وہ سمجھ لیتے۔ کہ میں نے کوئی گناہ کیا ہے۔ انسان کا نفس خدا تعالےٰ کی سواری کے لئے بمنزلہ گھوڑے کے ہے۔ اور جب وہ خدا تعالےٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو میرا گھوڑا بھی میری نافرمانی کرتا ہے۔ تو عارف ہر چیز میں خدا تعالےٰ کا نشان دیکھتا ہے۔ مگر نادان بڑے بڑے نشانات سے بھی یونہی گزر جاتا ہے۔ لیکن حق یہی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور ایک مقام ایسا ہے۔ کہ اس میں

ہر کافر و مومن کی دعا سُنتا ہے

اور اس میں کوئی امتیاز نہیں کرتا۔ قرآن کریم میں یہ دونوں مضمون علیحدہ علیحدہ بیان کئے گئے ہیں۔ ایک جگہ فرماتا ہے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ کئی نادان اعتراض کرتے ہیں۔ کہ قرآن کریم میں اختلاف ہے۔ ایک جگہ تو فرماتا ہے۔ کہ میں مضطر کی دعا سنتا ہوں۔ اور جگہ یہ کہ میں ہر پکارنے والے کی دعا سنتا ہوں۔ لیکن یہ اعتراض محض عدم تدبر کی وجہ سے ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان سورۂ بقرہ میں ہے۔ وہاں رمضان کا ذکر ہے۔ اور اس سے پہلے یہ سوال درج ہے۔ کہ اذا سألک عبادی عنی فانی قریب۔ یعنی جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں۔ وہ بے قرار اور بے تاب ہو کر آئیں۔ اور دریافت کریں۔ کہ ہمارا خدا کہاں ہے۔ تو ان سے کہہ دو۔ کہ میں قریب ہوں۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ میں اس

پکارنے والے کی دعا

سنتا ہوں۔ جو بے قرار اور بے تاب ہو کر پاگل کی طرح چیختا اور دریافت کرتا ہے۔ کہ میرا خدا کہاں ہے۔ تو یہاں الداع سے مراد لقاء الٰہی کی دعا کرنے والا ہے۔ قرآن کریم کی ایک دوسری آیت سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ الذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ یعنی جو لوگ ہمارے ملنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی ذات کی قسم ہم انہیں کئی رستے اپنے ملنے کے دکھا دیتے ہیں۔ اگر دل میں جلن۔ سوزش۔ تڑپ اور بے تابی پیدا ہو جائے۔ تو ایسا انسان اللہ تعالےٰ کو پانے سے کبھی محروم نہیں رہ سکتا۔ تو یہاں اس دعا کا ذکر ہے۔ یہ مومن کے لئے جو پاگلوں کی طرح بے تاب ہو کر اپنے خدا کو پکارتا ہے۔ یہ

عشق کی کیفیت

ہے۔ جو محبوب کے لئے بے تاب کر دیتا ہے مجھے یاد ہے۔ یہاں ایک چوہڑے کو چوہڑی سے عشق تھا۔ وہ رات دن چلاتا رہتا۔ کہ اے میرے خدا تو مجھے اپنی فلاں محبوب سے ملا دے۔ میں نے اسکی آواز کو کئی بار تہجد کے وقت گاؤں کے دوسرے سرے سے سنا ہے۔ تو عشق میں انسان بے تاب ہو جاتا ہے۔ اور یہ عشق جب خدا تعالےٰ کے متعلق ہو۔ اور انسان بیتاب ہو کر کہے۔ کہ کہاں ہے میرا خدا۔ تو جس وقت یہ ربودگی کی حالت اور عشق کی غشی اس پر پیدا ہو۔ اور وہ بے تاب و بے قرار ہو کر تہذیب کے تمام دستور اور قواعد کو بھول کر پاگلوں کی طرح آواز دے۔ کہ کہاں ہے میرا خدا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ادھر سے میں بھی چلانے لگتا ہوں۔ کہ میں قریب ہوں۔ جیسے بچہ بعض اوقات سوتے ہوئے یہ خیال کر کے کہ شاید میری ماں مجھ سے جدا ہو گئی ہے۔ یا کوئی ڈراؤنا خواب دیکھ کر اماں اماں چلا اٹھتا ہے۔ تو ماں جھٹ آواز دیتی ہے۔ کہ میرے بچے میں تیرے ساتھ لیٹی ہوں۔ اسی طرح جب بندہ بیتاب ہو کر خدا تعالےٰ کو پکارتا ہے۔ اور سوال کرتا ہے۔ کہ

ہمارا خدا کہاں ہے

تو اللہ تعالےٰ اسے انتظار اور شک میں نہیں چھوڑتا۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو اپنی طرف سے گارنٹی دیتا اور کہتا ہے۔ کہ تم میری طرف سے مختار ہو۔ تم میری طرف سے فوراً کہدو۔ کہ

مَیں پاس ہی ہوں

گھبراؤ نہیں۔ آگے فرماتا ہے۔ اجیب دعوۃ الداع اس قسم کے پکارنے والے کی آواز کو میں خود بھی سنتا ہوں۔ اور صرف محمد (صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کے ذریعہ ہی جواب نہیں دیتا۔ بلکہ خود بھی اس کا جواب دیتا ہوں۔ محمد (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کے ذریعہ فوری جواب اسلیئے دیا۔ کہ اسکی تڑپ بغیر جواب کے نہ رہے۔ مگر میں جواب صرف محمد (صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم) کے ذریعہ ہی نہیں دیتا۔ بلکہ خود بھی دیتا ہوں۔ یہ تو اس آیت کے معنی ہیں۔ دوسری آیت امن یجیب المضطر اذا دعاہ سورہ نمل میں ہے۔ وہاں دیکھو پہلے بارشوں وغیرہ کا ذکر ہے۔ اور عذاب الٰہی کا۔ اور اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہندو، مسلمان۔ سکھ۔ عیسائی۔ کافر مومن جو بھی مضطر ہو کر دعا مانگے گا۔ اور اس کا اضطرار کمال کو پہنچ جائے گا۔ تو میں اسکی دعا کو بھی سنوں گا۔ مگر یہاں قاعدہ نہیں ہے۔ اجیب دعوۃ الداع میں قاعدہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ایسی دعا ضرور سُنی جاتی ہے۔ مگر افمن یجیب المضطر کے یہ معنی ہیں۔ کہ

مضطر کی دعا بھی سُنی جاتی ہے

یہ نہیں۔ کہ ہر مضطر کی ہر دعا ضرور سنی جاتی ہے۔ یہ دنیوی امور کے متعلق ہے۔ جو کبھی سُنی جاتی ہے۔ اور کبھی نہیں۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں۔ کہ غیر مومن کی دعا اللہ تعالےٰ سنتا ہی نہیں۔ یہ بات قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ اس مسئلہ پر میں نے اسلیئے زور دیا ہے۔ کہ پچھلے دنوں

بارش کی قلت

کے احساس پر قادیان میں دعائیں کی گئیں۔ احمدیوں نے بھی نماز استسقاء پڑھی۔ اور غیر احمدیوں نے بھی ہندوؤں نے بھی اپنے رنگ میں کی۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ اس بارہ میں بھی ایک قسم کا تقابل پیدا ہو گیا تھا۔ غیر احمدی اور ہندو چاہتے تھے۔ کہ احمدیوں کی دعا نہ سُنی جائے۔ اور احمدی چاہتے تھے۔ کہ ان کی نہ سُنی جائے۔ میں حیران ہوں۔ کہ یہ لوگ خدا تعالےٰ کو ٹکڑے ٹکڑے کیوں کرتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ تو فرماتا ہے۔ کہ میں ہر مضطر کی دعا سنتا ہوں۔ ہو سکتا ہے۔ ایک وقت غیر احمدی زیادہ مضطر ہوں۔ ایک جگہ احمدی تاجر زیادہ ہوں۔ وہ اگر دعا کریں گے۔ تو دل میں ممکن ہے ان کے یہ ہو۔ کہ دس دن اگر اور بارش نہ ہو۔ تو چار آنہ من نرخ اور بڑھ جائے گا۔ اور احرار میں زمیندار زیادہ ہوں۔ ان کی فصلیں سوکھ رہی ہوں۔ دعا کے وقت ان کی تو چیخیں نکل رہی ہوں گی۔ غرض ہو سکتا ہے۔ کہ احمدی تاجر تو سمجھتے ہوں۔ کہ اگر دس دن اور بارش نہ ہو۔ تو چار آنہ من کا منافع ہوگا۔ لیکن زمیندار دیکھ رہے ہوں۔ کہ اگر دس دن اور بارش نہ ہوئی۔ تو چار من کی بجائے ایک من فی ایکڑ فصل رہ جائے گی۔ اور اسلیئے ان میں اضطرار زیادہ ہو۔ اب اس قاعدہ کے مطابق ان کی دعا زیادہ سُنی جائیگی۔ کیونکہ ان کے دل میں اضطرار اور تڑپ زیادہ ہے۔ تو ایسا مقابلہ خدا تعالےٰ کی رحمانیت کو تقسیم کرنے والی بات ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اور اسکی صفات غیر محدود طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ مواقع خشیت اللہ پیدا کرنے کے ہوتے ہیں۔ نہ مقابلہ کے۔

مقابلہ دینی معاملات میں

ہوتا ہے۔ اگر کسی دینی معاملہ میں ہم بھی دعا کریں۔ اور احراری بھی۔ تو اللہ تعالےٰ ان کی دعاؤں کو ان کے منہ پر مار دے گا۔ اور ہماری قبول کریگا۔ کیونکہ ہم تو اس کے نام کی بلندی کے لئے کھڑے ہیں۔ اور وہ شیطان کے نام کی بلندی کے لئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولویوں کو مخاطب کر کے لکھا ہے۔ کہ تم اگر میرے ہلاک ہونے کے لئے سب مل کر دعائیں کرو۔ اور مقدس مقامات پر جا جا کر بے شک کرو۔ لیکن یاد رکھو۔ کہ خواہ تمہارے ناک بھی رگڑے جائیں۔ اللہ تعالےٰ پھر بھی تمہاری دعائیں قبول نہ کرے گا۔ اسی طرح آج بھی اگر احمدیت یا دین کا سوال ہو۔ تو ہمارے سوا دوسری اقوام کی دعائیں ہرگز نہ سُنی جائیں گی۔ اس کے مقابلہ میں اگر ہم دعا کریں۔ اور ہمارے آنسو بھی نہ بہیں۔ تو اللہ تعالےٰ ہماری دعائیں ضرور سُنیگا۔ اسلیئے کہ ہم خدا تعالیٰ کے نام کی بلندی کے لئے کھڑے ہیں۔ مگر وہ شیطان کے لئے۔ لیکن جہاں کوئی دینی معاملہ نہ ہو۔ بلکہ ایک عام عذاب دنیا پر نازل ہو رہا ہو۔ وہاں ہر مضطر کی دعا سُنی جائے گی۔ ہاں اگر اضطرار یکساں ہو۔ تو جہاں اضطرار کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ ایمان بھی مل جائے گا۔ وہاں دعا زیادہ قبول ہوگی۔

فرض کرو۔ اضطرار کے تئیں نمبر ہیں۔ اور تمہارے دشمنوں کو وہ سو ہی نمبر حاصل ہیں۔ اور تمہارے پاس نوتے۔ مگر تمہارے پاس ایمان ہے۔ اور ان کے پاس نہیں۔ تو تمہارے ایمان کے تئیں ساتھ مل کر ایک سو نوتے ہو جائیں گے۔ اور ان کے تئیں ہی رہیں گے۔ اس لئے تمہاری زیادہ سُنی جائے گی۔ لیکن فرض کرو۔ کسی کے ایمان کے نمبر ستر تھے۔ اور بیس اضطرار کے تھے۔ کل نوتے ہوئے۔ گویا اسکی کامیابی کے نوے وجوہات ہیں۔ لیکن اس کے بالمقابل ایک ہندو۔ اور غیر احمدی پچانوے وجوہ لے کر خدا تعالےٰ کے سامنے جاتا ہے۔ تو چونکہ اس کی تباہی کے خطرات زیادہ ہیں۔ اور اس میں شدید اضطرار پیدا ہو گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ اسکی دعا کو زیادہ قبول کریگا۔ پس ایسے معاملات میں

خشیت اللہ کو غالب آنے دینا چاہیئے

تقابل کا یہ موقعہ نہیں ہوتا۔ یہ کوئی کبڈی نہیں۔ ایسے عذاب کے موقعہ پر کسی کو کیا خوشی ہو سکتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ دوسرے کی دعا نہ سُنے۔ مقابلہ دین کے معاملہ میں ہوتا ہے۔ اور اس میں اللہ تعالےٰ غیر مومنوں کی دعا کو نہیں سُنتا۔ کیونکہ وہ دین کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی تھی۔ کہ اے اللہ ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑ۔ اگر ان کی اولادیں زندہ رہیں۔ تو وہ بھی تجھے گالیاں دینے والی ہوں گی۔ تو مقابلہ ایسی دعاؤں میں ہوتا ہے۔ مگر دنیوی حاجات میں اللہ تعالےٰ دونوں کی دعا سُن لیتا ہے۔ اور اضطرار کے ساتھ ایمان کے بھی نمبر دیتا ہے۔ اور جس کے نمبر زیادہ ہو جائیں۔ اسے غلبہ دے دیتا ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سُنا ہوا ہے۔ کسی تفسیر کی روایت ہوگی۔ بچپن میں آپ ہمیں کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ

جب حضرت نوحؑ کا طوفان آیا

تو اس وقت ایک چڑیا گھونسلے کا رستہ بھول گئی۔ وہاں اس کے چھوٹے چھوٹے بچے جن کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ وہ پانی پینے کے لئے مُنہ کھولتے تھے۔ مگر پانی نیچا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ پانی اور اونچا کرو۔ تا ان کے منہ میں پانی پہنچ جائے۔ ساری دنیا کافر تھی۔ اور اللہ تعالےٰ نے سب کو تباہ کر دیا۔ تا ان بچوں کو پانی مل سکے۔ یہ موازنہ ہے اس بات کا کہ جب دینی مقابلہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ ساری دنیا کی بھی اتنی قیمت نہیں سمجھتا۔ جتنی چڑیا کے بچوں کی۔ مگر جب دنیوی معاملہ ہو۔ تو وہ کہتا ہے۔ کہ یہ بھی میرے بندے ہیں۔ اور وہ بھی۔ قرآن کریم میں اس مضمون کو اور جگہ بھی بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ یعنی اے مسلمانو! تم یہ نہ سمجھو۔ کہ ہم تمہاری ہی مدد کریں گے۔ بلکہ دنیوی معاملہ میں ان کی بھی کریں گے۔ جو مومن نہیں ہیں۔ تو ایسے امور میں بہت خشیت اللہ پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مقابلہ کی نہیں۔

نماز استسقاء احمدیوں نے ادا کی

اللہ تعالےٰ نے فضل کیا۔ اور کچھ بارش ہو گئی۔ اس کے بعد دوسروں نے بھی ضد کی وجہ سے نماز پڑھنا چاہی۔ مگر چونکہ انہوں نے یہ کہا۔ کہ ہم احمدیوں کے مقابلہ کے لئے کرتے ہیں۔ ان کی نہ سُنی گئی۔ اگر وہ ایسا نہ کہتے۔ تو ممکن ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی دعا بھی سن لیتا۔ مجھے بعض احمدیوں کی طرف سے بھی ایسے خطوط ملے۔ کہ غیر احمدیوں نے دعا کی ہے۔ اور ہندوؤں نے بھی جگ وغیرہ کیا ہے۔ دعا کریں۔ اللہ تعالےٰ ان کی دعا نہ سُنے۔ مجھے اس سے تکلیف ہوئی۔ اور جب مجھے غیر احمدیوں اور ہندوؤں کی نسبت یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ کہتے ہیں۔ کہ اب احمدی تو دعا کر چکے۔ اب ہم دعا کریں گے۔ اور ہماری دعاؤں سے بارش ہوگی۔ تو مجھے اس سے بھی تکلیف ہوئی۔ اور میں نے دل میں کہا۔ کہ افسوس! یہ لوگ خدا تعالےٰ کی دینی نعمت سے تو محروم تھے ہی۔ مگر دنیوی نعمتوں کا دروازہ کھلا تھا۔ جسے انہوں نے اس طرح بند کر لیا۔ جب مجھے اسکی اطلاع ہوئی۔ تو

میں نے کہا

کہ چونکہ انہوں نے مقابلہ کا رنگ اختیار کیا ہے اس لئے اب ان کی دعا نہیں سنی جائے گی۔ اور تین روز تک تو بارش نہیں ہوگی۔ جب میں واپس آیا۔ تو رستہ میں مجھے مولوی ابو العطاء صاحب ملے۔ میں نے دریافت کیا۔ کہ احرار نے ۲۶ تاریخ کو دعا کی تھی۔ اب تک بارش تو نہیں ہوئی۔ انہوں نے کہا۔ نہیں ہوئی۔ میں نے کہا۔ خیر اب تین دن گزر گئے ہیں۔ مولوی صاحب نے کہا۔ کہ آپ کا انتظار تھا۔ اب ہو جائے گی۔ میں نے اسی وقت آسمان کی طرف نگاہ کر کے دعا کی۔ کہ الٰہی تیرا بارش کا قانون تو عام ہے۔ وہ خاص بندوں سے تعلق نہیں رکھتا۔ مگر بعض اوقات دل میں امید پیدا ہو جاتی ہے۔ جو اگر پوری نہ ہو۔ تو بعض اوقات ابتلا پیدا ہوتا ہے۔ اور اگر پوری ہو جائے۔ تو تقویت ایمان کا موجب ہوتا ہے۔ اور میں نے دعا کی۔ کہ

۲۴ گھنٹے کے اندر اندر بارش ہو

رات کو میں نے انتظار کیا۔ صبح دس بجے کے قریب میں اندر بیٹھا تھا۔ کہ روشندانوں پر چھینٹے پڑنے کی آواز آئی۔ بالکل معمولی ترشح تھا۔ میں نے دعا کی۔ کہ خدایا! ایسی بارش تو کافی نہیں۔ مخلوق کو تو ایسی بارش کی ضرورت ہے۔ جس سے لوگ سیراب ہوں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں باہر نکلا۔ کہ باہر جو دفتر کے آدمی صفائی کر رہے تھے۔ انہیں دیکھوں کہ کام ختم کر چکے یا نہیں۔ میں نے دور ایک چھوٹی سی بدلی دیکھی۔ اور دعا کی۔ کہ خدایا اسے بڑھا دے۔ اور پھیلا دے۔ اور پندرہ منٹ کے بعد میں نے دیکھا۔ کہ بارش شروع ہو گئی۔ اور پانی بہنے لگا۔ تو

یہ ایک نشان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے

مگر میں نے اس سے بڑھ کر بھی نشان مشاہدہ کئے ہیں۔ ایک دفعہ جب میں ابھی چھوٹا تھا۔ اور ہیچش کی شکایت تھی۔ بارش زور سے ہو رہی تھی۔ اور مجھے اس قدر بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ کہ میں کھڑکی میں کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔ اس وقت مجھے سخت حاجت پاخانہ کی محسوس ہوئی۔ چونکہ اس بارش سے لطف اٹھا رہا تھا۔ میں نے سمجھا۔ کہ میں پاخانہ جاؤں گا۔ تو چونکہ ایسی بارش تھوڑی دیر ہوتی ہے۔ میرے آنے تک یہ بارش ہو جائے گی۔ میں نے اپنی عمر کے لحاظ سے دعا کی۔ کہ الٰہی اس وقت یہ بارش بند ہو جائے۔ اور جب میں پاخانہ سے واپس آؤں۔ تو پھر شروع ہو جائے۔ یہ دعا کر کے میں پاخانہ گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ بارش ہلکی ہو گئی۔ جب فارغ ہو کر واپس لوٹا۔ اور آ کر اسی کھڑکی میں کھڑا ہو گیا۔ تو معاً بارش پہلے کی طرح تیزی سے برسنے لگی۔ اور میں اس نظارہ سے دیر تک لطف اٹھاتا رہا۔ اور اب یہ لطف اور بھی زیادہ تھا۔ کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعا کی قبولیت کا ایک ایمان بڑھانے والا نشان دیکھا تھا۔ بے شک ہمارے دشمن ان باتوں پر ہنستے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں۔ کہ یہ لوگ پاگل ہیں۔ ایسی معمولی معمولی باتوں کو نشان قرار دیتے ہیں۔ اور دھوکہ خوردہ ہیں۔ مگر ایک دو باتیں ایسی ہوں۔ تو کوئی دھوکہ کہہ سکتا ہے۔ لیکن جب سینکڑوں ہوں۔ تو اسے کس طرح دھوکا کہا جا سکتا ہے۔ مگر دنیوی معاملات میں مقابلہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ خشیت اللہ پیدا کرنا چاہیئے۔ ہاں دینی امور ہوں۔ تو دشمن خواہ کتنا مقابلہ کریں۔ اور دعائیں کریں۔ ان کے ناک بھی رگڑے جائیں۔ تو بھی ان کی نہیں سُنی جائے گی۔

دنیوی معاملات میں

وہ بھی اللہ تعالےٰ کے بندے ہیں۔ اور ہم بھی۔ اگر اضطرار ان میں زیادہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ ان کی بھی سُن لے گا۔ میں نے جو واقعات بیان کئے ہیں۔ یہ دعا کا دوسرا مسئلہ ہے۔ یہ تو ایسا وقت ہوتا ہے۔ جب اپنے رب سے ناز کرنے کو دل چاہتا ہے۔ جیسے بعض اوقات انسان دعوے سے کہتا ہے۔ کہ میں نے اپنے محبوب سے بات منوانی ہے۔ مجھے کل کی دعا میں اضطرار بھی تھا۔ مگر

اپنے محبوب سے ناز کرنے کا رنگ

بھی تھا۔ ایسے وقت کی دعا کے متعلق اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ اسے ضائع کرنا محبت کی ہتک ہے۔ تو مومن کی زندگی میں ہر جگہ نشان ہوتے ہیں۔

اس سفر کا ایک اور نشان

ہے۔ عزیزم مرزا ناصر احمد صاحب منالی جا رہے تھے۔ ہم بھی دھرمسالہ سے انہیں چھوڑنے کے لئے دوسرے موٹر میں گئے۔ جب پالم پور تک انہیں چھوڑ کر واپس آ رہے تھے۔ راستہ میں موٹر خراب ہو گئی۔ اور ڈرائیور نے بتایا۔ کہ پٹرول پہنچانے والی نلکی بیچ میں سے ٹوٹ گئی ہے۔ بارش تیز ہو رہی تھی۔ اور ساتھ مستورات تھیں۔ قریباً شام کا وقت تھا۔ اور منزل سے قریباً ۲۲ میل دور تھے۔ اور وہ بھی پہاڑی سفر کہ جو مرد بھی دو میل فی گھنٹہ مشکل سے چل سکے۔ اور آدھ آدھ میل کوئی ایسی جگہ نہ تھی۔ جہاں آبادی ہو۔ میں نے سامنے دیکھا۔ تو ایک جھونپڑی سی نظر آئی۔ بعد میں معلوم ہوا۔ کہ دوکان ہے۔ میں نے دل میں دعا کی۔ کہ وہاں تک ہی پہنچ جائیں۔ شاید وہاں سے کوئی صورت پیدا ہو سکے۔ میں نے دعا کی۔ کہ یا الٰہی! یہ حالت ہے ہم تو چل بھی سکتے ہیں۔ باہر بھی سو سکتے ہیں۔ مگر ساتھ پردہ دار مستورات ہیں۔ تو کوئی صورت پیدا کر دے۔ اس سامنے کے مکان تک پہنچ جائیں۔ اتنے میں موٹر میں اصلاح ہو گئی۔ اور وہ چل پڑی۔ اور ہم دل میں بہت خوش ہوئے۔ لیکن عین اس دوکان کے سامنے جا کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ پھر کھڑی ہوگئی۔ جس تک پہنچنے کے لئے میں نے دعا کی تھی۔ میں نے ساتھیوں سے کہا۔ کہ دیکھو۔ خدا تعالےٰ نے کس طرح عین اسی جگہ لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ جہاں کے متعلق میں نے دل میں دعا کی تھی۔ یہ عجیب بات ہے۔ کہ ہماری موٹر جاکر ایسی جگہ رُکی۔ کہ جو اس دوکان کے دروازہ کے دونوں سروں کے عین درمیان تھی۔ نہ ایک فٹ ادھر نہ ایک فٹ ادھر۔ ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے یہ سامان بھی کر دیا۔ کہ وہاں ہم نے دیکھا۔ کہ ایک لاری بھی کھڑی ہے۔ حالانکہ وہ جنگل تھا۔ ہم نے دریافت کیا تو لاری والے نے بتایا۔ کہ ہم پر کوئی مقدمہ ہے اور جواب دہی کے لئے افسر کے پاس جا رہے ہیں۔ مالک گاؤں میں گیا ہؤا ہے۔ اور وہ اس کا منتظر ہے۔ ہم نے اسے کچھ امید دلائی۔ اور کچھ لالچ دیا۔ کہ اگر ہماری موٹر ٹھیک نہ ہو۔ تو موٹر کو لاری کے ساتھ باندھ کر ہمیں گھر پہنچا دے یا کم سے کم کسی قصبہ تک جہاں موٹر ٹھیک ہو سکے۔ اور اگر ٹھیک ہو جائے۔ تو احتیاطاً ساتھ چلے۔ کہ پھر موٹر کے دوبارہ خراب ہونے کی صورت میں ہماری مدد کرے۔ اول تو وہ نہ مانا۔ لیکن قریبًا ایک گھنٹہ تک مرمت کرنے کے بعد جب موٹر درست ہؤا۔ تو وہ ڈرائیور بھی ساتھ چلنے پر رضامند ہوگیا۔ وہ علاقہ کچھ میدانی تھا۔ اور چڑھائی کم تھی۔ لیکن جب ہم اسجگہ پہنچے جہاں سے دھرمسالہ کی چڑھائی شروع ہوتی ہے۔ اور تیرہ میل سفر باقی رہ گیا۔ تو اس نے آگے جانے سے انکار کر دیا۔ ہم نے اسے بہت امید دلائی، انعام کا لالچ دیا۔ مالک کی ناراضگی کی صورت میں اس کے پاس سفارش کرنے کو کہا۔ مگر وہ آمادہ نہ ہؤا۔ وہ کہنے لگا۔ کہ آپ کی موٹر ٹھیک چل رہی ہے۔ اب کیا حرج ہے۔ آپ اکیلے چلے جائیں میں نے پھر دعا کی۔ کہ یاالٰہی پھر جنگل کا جنگل ہی رہا۔ رات کا وقت تھا۔ اور اگر موٹر خراب ہوگئی۔ تو دوسری سواری ملنے کی امید بھی نہیں۔ کیونکہ وہاں رات کے وقت موٹروں اور لاریوں کا چلنا منع ہے۔ میں نے دعا کی۔ اور میرے یہی الفاظ تھے۔ کہ اب انسانی حد تو ختم ہوگئی۔ اب تو ہی اپنے فضل سے انتظام فرما۔ یہ دعا کر کے میں نے موٹر کے چلانے کا اشارہ کیا۔ قریب ترین جگہ وہاں سے لوئر دھرمسالہ تھی۔ جو سات میل تھی۔ ہماری موٹر ٹھیک چلتی رہی۔ جب لوئر دھرمسالہ پہنچے۔ تو میں نے عزیزم مرزا مظفر احمد صاحب سے جو میرے ساتھ تھے۔ کہا۔ کہ چلو دیکھیں۔ شاید کوئی دوسری موٹر مل جائے۔ تو اسے ساتھ لے چلیں۔ وہاں موٹر وغیرہ نہیں ہوتے۔ مگر جب گئے۔ تو دیکھا۔ کہ اتفاق سے وہاں ایک موٹر موجود ہے۔ اور معلوم ہؤا۔ کہ صبح اس نے کوئی سواری لے جانی ہے۔ اس لئے پٹھانکوٹ سے آئی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا۔ تو ڈرائیور نے کہا۔ کہ بہت اچھا میں اپر دھرمسالہ تک چھوڑ آتا ہوں۔ اس وقت اس دوسری موٹر کے لینے کا خیال اسلئے ہؤا۔ کہ ہماری موٹر پر سواریاں زیادہ تھیں۔ خیال تھا۔ کہ سواریاں کم ہو جائیں گی۔ تو ہماری موٹر کا خطرہ دور ہو جائے گا۔ مگر جب سواریاں تقسیم کر کے چلنے لگے۔ تو معلوم ہؤا۔ کہ موٹر کا وہ پرزہ جو تکلیف دے رہا تھا۔ پھر ٹوٹ گیا ہے۔ اور اب ہماری موٹر کے چلنے کی کوئی صورت نہیں۔ اس پر سب سواریاں کرایہ کی موٹر پر سوار ہوگئیں۔ اور ہم آرام سے گھر پہنچ گئے۔ یہ

خدا تعالےٰ کا کتنا بڑا فضل

تھا۔ کہ عین اسی وقت آکر موٹر خراب ہوئی۔ جب دوسری سواری کے لئے میسر آگئی۔ اور ایسی خراب ہوئی۔ کہ دو تین دن میں جاکر درست ہوئی۔ مگر ہم بخیریت گھر پہنچ گئے۔ تو دیکھو۔ اگر ایک بات ہو۔ تو اسے اتفاق کہہ سکتے ہیں۔ مگر اسکو کس طرح اتفاق کہا جا سکتا ہے۔ کہ پہلے عین اسی جگہ پر پہنچ کر موٹر خراب ہوتی ہے۔ جس کے لئے میں نے دعا کی تھی۔ اور وہاں جنگل میں ایک لاری بھی کھڑی ہوئی مل جاتی ہے۔ جسے ساتھ لے کر ہم بقیہ سفر پورا کرنے کے لئے چل کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر جب وہ لاری والا ہمیں جواب دیتا ہے۔ اور اصل چڑھائی شروع ہوتی ہے۔ میں پھر دعا کرتا ہوں۔ اور نہایت سخت چڑھائی پر موٹر بالکل آرام سے چڑھ جاتی ہے۔ لیکن جب راستہ میں ایک اور شہر آتا ہے۔ تو وہاں غیر متوقع طور پر پھر ایک موٹر مل جاتی ہے۔ اور اس موٹر کے مل جانے پر پھر ہماری موٹر بُری طرح خراب ہو جاتی ہے۔ لیکن ہم تکلیف سے بچ جاتے ہیں۔ اور دوسری موٹر میں سوار ہو کر گھر پہنچ جاتے ہیں۔ غرض مومن تو دعاؤں کی قبولیت کے نشان ہر روز دیکھتا ہے۔ اسی جنگ کو دیکھ لو۔ جس کے آثار نظر آرہے ہیں۔ اس میں بھی خدا تعالےٰ کے بڑے بڑے نشانات ہیں۔ البانیہ میں ہمارا مبلغ گیا تھا۔ مگر انہوں نے اسے نکال دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس ملک پر تباہی نازل کر دی۔ اور اٹلی نے اسے فتح کر لیا۔ گو ایک مسلمان حکومت کی تباہی کا ہمیں افسوس ہے۔ مگر خدا تعالےٰ کے نشان میں اس سے کمی نہیں ہو سکتی۔ پھر ہمارا ایک اور مبلغ پولینڈ میں گیا۔ انہوں نے بھی اسے وہاں سے نکال دیا۔ اب دیکھ لو۔ وہ کس طرح کانٹوں پر لیٹ رہا ہے۔ وہاں سے وہ چیکوسلواکیہ گیا۔ انہوں نے بھی اسے نکال دیا۔ اسے بھی اللہ تعالےٰ نے برباد کر دیا۔ اس طرح متواتر تین ممالک میں نشان ظاہر ہوئے۔ پہلے

افغانستان کا حشر

جو ہؤا۔ وہ سب کو معلوم ہے۔ ان سب کو اتفاق کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ اور جن لوگوں کو روزانہ ایسے نشانات نظر آئیں۔ ان کا ایمان اگر دعا پر نہ ہو۔ تو ان سے زیادہ بے وقوف کون ہو سکتا ہے۔ پس دعائیں کرو۔ اور یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ سب کی دعائیں سنتا ہے۔ مگر تمہاری زیادہ سنتا ہے۔ آج سے چار سال قبل میں نے اسی ممبر پر کھڑے ہو کر کہا تھا۔ کہ

انگریزی حکومت کے بعض افسر

ہمیں خواہ مخواہ دکھ دیتے ہیں۔ اور ہمیں تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ بے شک ان کے پاس توپیں ہیں۔ اور فوجیں ہیں۔ مگر ہمارا خدا ان سے بہت زیادہ طاقتور ہے اور وہ تو کیا اگر ان کے ساتھ جرمنی روس۔ فرانس غرضیکہ سب طاقتیں مل جائیں۔ تب بھی وہ ہمیں تباہ نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ ہم خدا تعالےٰ کی جماعت ہیں۔ اس کے بعد دیکھ لو۔ برطانوی حکومت کو کس طرح تکلیف پر تکلیف اٹھانی پڑی۔ حبشہ کے معاملہ میں اسے زک ہوئی۔ پھر سپین کے معاملہ میں ہوئی۔ اب یہ خطرہ درپیش ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ ہمارے خلاف شرارتیں بعض مقامی انگریزی افسروں نے کی تھیں۔ مگر ذمہ داری اعلےٰ پر بھی آتی ہے۔ بے شک وہ شرارتوں میں شامل نہ تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے اسی نقطۂ نگاہ سے دیکھا۔ کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری کو ادا کر کے ان کو سزائیں کیوں نہ دیں۔ ورنہ انگریز جیسا کہ میں نے کہا ہے۔

دوسری یوروپین قوموں سے بہت بہتر

ہیں۔ ابھی مجھے چٹھی آئی ہے۔ جو شاید ابھی چھپی نہیں۔ کہ اٹلی کی حکومت نے بھی ہمارے مبلغ کو حکم دیا ہے۔ کہ ۱۵ اگست تک اس ملک سے نکل جاؤ۔ مولوی جلال الدین صاحب شمسؔ کو جب اس کا علم ہؤا۔ تو انہوں نے برطانوی حکومت کے پاس پروٹسٹ کیا۔ اور کہا۔ کہ ہمارے مبلغ کا اگر کوئی قصور تھا۔ تو ہمیں اسکی اطلاع ہونی چاہیئے۔ لارڈ زٹلینڈ نے اس بارہ میں بہت ہمدردی سے کام کیا۔ اور ان کے ایک نائب نے فورًا فون سے شمس صاحب کو مطلع کیا۔ کہ ہم اپنے قونصل روم کو تار دے رہے ہیں۔ اور دوسرے تیسرے دن ان کو اطلاع دی۔ کہ اسکی طرف سے اطلاع آئی ہے۔ کہ اس نے اطالوی حکومت کو توجہ دلائی ہے اور اسکی طرف سے جواب ملا ہے۔ کہ فی الحال اس حکم کو اٹلی کی حکومت نے منسوخ کر دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ ابھی مزید تحقیقات کریں گے۔ تو انگریزی حکومت ہی ایسی ہے۔ جس میں ہمیں تبلیغی سہولتیں حاصل ہیں۔ اس کے علاوہ اور کسی حکومت میں ہم نے امن نہیں دیکھا۔ سوائے ڈچ حکومت کے

انگریزی حکومت میں سب سے زیادہ امن ہے

اور دوسرے نمبر پر ہالینڈ کی حکومت ہے۔ اور کسی حکومت میں ایسا نہیں۔ جاپان کا فی الحال ہم نے تجربہ نہیں کیا۔ مگر باقی حکومتوں میں کیا ہے۔ وہ اسلامی مبلغ کو برداشت نہیں کر سکتیں۔

میں خود مسولینی سے ملا تھا

اور اس نے مجھے خود کہا تھا۔ کہ اپنا مبلغ بھیجیں۔ اور اس وجہ سے خیال تھا۔ کہ وہ ہمدردانہ رویہ رکھیں گے۔ مگر تجربہ سے معلوم ہؤا ہے۔ کہ وہ ہمدردی عمل میں نہیں آئی۔ تو انگریزوں کے بعض آدمیوں کی شرارتوں کے باوجود

ہماری ہمدردی انگریزوں سے ہے

کیونکہ وہ دوسری شہنشاہیت والی حکومتوں کی نسبت بہت اچھے ہیں۔ پس ہم جو ان کی حکومت میں بستے ہیں۔ ہمارے لئے ان کے ساتھ تعاون کرنا ضروری ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ جو میرے اس خیال سے متفق نہ ہوں۔ وہ بھی تعاون پر مجبور ہیں۔ کیونکہ ہندوستان اور انگلستان کا تعلق ایسا نہیں۔ کہ اسکی موجودگی میں ہندوستان الگ رہ سکے۔ اسی دعاؤں کے ہی ضمن میں ایک اور بات بھی میں کہنی چاہتا ہوں۔ مجھے رپورٹ پہنچی ہے۔ کہ احرار نے استسقاء کی نماز عیدگاہ میں پڑھنی چاہی۔ اس سے ہمارے آدمیوں کو اپنے حقوق کے اتلاف کا خیال ہؤا۔ اور انہوں نے ان کو روکا۔ چنانچہ حکام نے ان کو وہاں نماز پڑھنے سے روک دیا۔ اس موقعہ پر مجھے خیال آیا۔ کہ ان کے پاس نماز کے لئے جگہ موجود نہ تھی۔ پہلے بھی جب قبرستان کا جھگڑا ہؤا ہے مجھے یہ خیال آیا تھا۔ اور میں نے اس موقعہ پر مجسٹریٹ کو کہلا بھی بھیجا۔ کہ اگر یہ لوگ اپنی مشکلات مجھے بتائیں۔ تو

میں حسن سلوک سے انکار نہیں کرونگا

مگر یہ لوگ ایسا طریق اختیار کرتے ہیں۔ جو لڑائی کا ہونا ہے۔ اور اس لئے ہمیں بھی مجبورًا جواب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا پڑتا ہے۔ اس موقعہ پر پھر مجھے خیال آیا۔ کہ یہ بات انسانی فطرت میں داخل ہے۔ کہ اگر کوئی چیز اس کی طرف منسوب نہ ہو۔ تو اسے تکلیف ہوتی ہے۔ جو بچے یتیم ہو جاتے ہیں۔ ان کے رشتہ دار گو ان کے ماں باپ سے بھی اچھا سلوک ان کے ساتھ کریں۔ ان کے دل میں یہ خلش ضرور رہتی ہے۔ کہ ہمارے ماں باپ نہیں ہیں۔ اسی طرح گو ان کو نماز کے لئے جگہ تو مل گئی۔ مگر ان کے دل میں یہ احساس تو ضرور ہوگا۔ کہ یہ ہماری نہیں ہے۔ اور اس میں نماز پڑھنا ہمارا حق تو نہیں۔ یہ کسی زمیندار کا احسان ہے۔ کہ اس نے پڑھنے کی اجازت دے دی۔ جس دن کوئی چاہے۔ اجازت دیدے۔ اور جس دن چاہے نکال دے۔ اور گو میں پہلے بھی اس امر کے لئے تیار تھا۔ کہ اگر وہ آکر کہیں۔ تو ان کے لئے علیحدہ انتظام کر دوں۔ مگر اب مجھے خیال آیا۔ کہ میں کیوں اس امر کو اس دن کے لئے اٹھا رکھوں۔ کہ جب وہ آکر مجھ سے مدد مانگیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس جگہ زمین دے رکھی ہے۔ ہزاروں خاندان اس ملک میں ایسے ہیں۔ کہ جن کے باپ دادا کی بادشاہت یہاں ہم سے زیادہ تھی۔ مگر آج وہ جوتیاں صاف کر کے روزی کماتے ہیں۔ اور گو آج ہمارے پاس دولت نہ ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی زمین ضرور ہے۔ کہ ہم مالک یا رئیس کہلاتے ہیں۔ میرے دل نے محسوس کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کا فضل انسان پر اس لئے ہوتا ہے۔ کہ وہ دوسروں سے حسن سلوک کرے۔ گو بعض اخلاق اور قانونی مصلحتیں میرے رستہ میں روک بن رہی تھیں۔ مگر میں نے غور کر کے ایک رستہ نکال لیا ہے۔ اور اب میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں اس بات کے لئے تیار ہوں۔ کہ ان کو

نماز عید و استسقاء کے لئے زمین دے دوں

۶۰×۷۵ فٹ کا ایک کنال ہوتا ہے۔ ۲ فٹ میں ایک آدمی کھڑا ہوتا ہے۔ گویا ساٹھ فٹ میں تیس آدمی آسکتے ہیں۔ اور چار فٹ کی جگہ ایک صف کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اسی لئے ۷۵ فٹ میں اٹھارہ صفیں بن جاتی ہیں۔ گو لوگ تین فٹ بھی کافی سمجھتے ہیں۔ مگر میں چار فٹ رکھتا ہوں۔ اور اس حساب سے ایک کنال میں ۵۴۰ آدمی آجاتے ہیں۔ یہاں سارے غیر احمدی چھ سات سو ہیں۔ مگر عیدین اور استسقاء وغیرہ مواقع پر باہر سے بھی آجاتے ہیں۔ اور عورتیں بچے بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے دو کنال زمین قادیان کے غیر احمدیوں کی نماز عید و استسقاء کے لئے کافی ہے۔ اور وضو کی جگہ اور جوتیوں وغیرہ کے لئے جگہ۔ بلکہ ان کی آئندہ ضرورتوں کا بھی خیال کر کے میں سمجھتا ہوں۔ کہ

چار کنال زمین

ان کی سب ضرورتوں کو پورا کر سکتی ہے۔ اور میں اس قدر زمین انہیں ان اغراض کے لئے دینے کے لئے تیار ہوں۔ مگر شرط یہ ہوگی۔ کہ وہ اسے ہمارے خلاف استعمال نہ کر سکیں گے۔ وہ اپنا ایک ٹرسٹ اور رجسٹرڈ انجمن بنالیں۔ اور میں وقف کی صورت میں یہ زمین انہیں دے دوں گا۔ مگر شرط یہ ضروری ہوگی۔ کہ اسے ہمارے خلاف استعمال نہ کیا جا سکے گا۔ اسی طرح یہ بھی کہ غیر احمدیوں کو وہاں نماز کا حق ہوگا۔ مگر احمدی کہلانے والے ہمارے مخالفوں کو اس کے استعمال کا حق نہ ہوگا۔ یہاں بڑی بڑی قومیں کشمیری آرائیں اور کمہار ہیں۔ میرے نزدیک بہتر ہوگا۔ کہ ان کا ایک ایک نمائندہ چن لیا جائے۔ اسی طرح ایک نمائندہ بقیہ اقوام سے ہو۔ جو تھوڑی تھوڑی تعداد میں ہیں۔ اور ایک نمائندہ پرانے امام خاندان سے ہو جائے۔ جو میاں شمس الدین صاحب کا خاندان ہے۔ وہ ہمارے استاد بھی تھے۔ ان نمائندوں کے ٹرسٹ کے سپرد میں یہ زمین کر دوں گا۔ انشاء اللہ۔ وہاں رہٹ والا کنواں بھی لگوا دوں گا۔ بلکہ میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ اگر محبت سے یہ لوگ معاملہ طے کریں۔ تو وہاں پھلدار درختوں کے لگانے کے لئے کچھ زائد زمین بھی دے دوں۔ اور اس میں خود درخت لگوا دوں۔ تا ضرورت کے وقت سایہ سے بھی یہ لوگ فائدہ اٹھائیں۔ اور پھلوں کی آمد سے زمین کے محافظ کا خرچ بھی کسی قدر نکلتا رہے۔ ہاں جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ وہ لوگ اس میں نماز عید اور استسقاء پڑھ سکیں گے۔ مگر احمدیت کے خلاف اسے استعمال کرنے کے مجاز نہ ہوں گے۔ اور اس کی منتظم کمیٹی صرف یہاں کی پرانی آبادی کے افراد پر مشتمل ہوگی۔ اس انتظام کی صورت میں ان لوگوں کے دل پر سے یہ بوجھ اتر جائے گا۔ کہ ان کے لئے عید وغیرہ کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ بلکہ میں نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگر مجھ پر ثابت ہو جائے۔ کہ

قبرستان کے لئے

ان لوگوں کے پاس کافی جگہ نہیں۔ تو اس کے لئے بھی کچھ زمین وقف کر دوں۔ گو اس وقت تک مجھ پر یہی اثر ہے۔ کہ اس معاملہ میں وہ محض ضد کی وجہ سے شور کر رہے ہیں۔ ورنہ پرانا قبرستان اس غرض کے لئے کافی ہے۔ لیکن اگر وہ کافی نہ ہو۔ تو میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر احسان کیا ہے۔ اسے دیکھتے ہوئے جس طرح زندہ لوگوں کا مجھ پر حق ہے۔ اسی طرح مُردوں کا بھی مجھ پر حق ہے۔ پس اگر مجھ پر ثابت ہو جائے۔ کہ واقعی مردے دفنانے کے لئے ان لوگوں کو جگہ کی ضرورت ہے۔ تو مجھے چاہیئے کہ اس کے لئے بھی زمین کا انتظام کر دوں۔ اگر یہ ضرورت ثابت ہوئی۔ تو میں اس کے لئے بھی حسب ضرورت زمین وقف کر دونگا۔ انشاء اللہ۔ اسے بھی ایک مقامی ٹرسٹ کے سپرد کر دوں گا۔ جو غیر احمدی افراد پر مشتمل ہوگا۔ فی الحال میں

ایک ماہ کے لئے یہ پیشکش

کرتا ہوں۔ ایک ماہ کی شرط میں اس لئے لگاتا ہوں۔ کہ ان کو جلد توجہ ہو جائے۔ ورنہ زیادہ عرصہ گذر جائے۔ تو بات کھٹائی میں پڑ جاتی ہے۔ نیز اس وقت ایک قطعہ میرے ذہن میں ہے۔ جو ممکن ہے۔ بعد میں فروخت ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے خواہ وہ کسی قوم کی ہو۔ میں سمجھتا ہوں۔ اگر وہ ضد کی وجہ سے نہ ہو۔ تو اس میں تعاون ضروری ہے خواہ عبادت کرنیوالے دشمن ہی کیوں نہ ہوں۔ جب کوئی خدا تعالیٰ کا نام لیتا ہے۔ تو ہمیں ضرور اس سے تعاون کرنا چاہیئے۔ یہاں کے غیر احمدی پہلے نماز پڑھا ہی نہیں کرتے تھے۔ مگر اب گو ہماری دشمنی کی وجہ سے ہی سہی۔ کچھ نہ کچھ پڑھنے تو لگے ہیں۔ میں پہلے ہندو صاحبان سے بھی اسی قسم کا ایک معاملہ کر چکا ہوں۔ اور دوسری اقوام سے بھی جائز ضرورتوں کے پورا کرنے میں تعاون کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ جس محبت سے میں نے یہ پیشکش کی ہے۔ وہ بھی اسی سپرٹ میں اس کو دیکھیں گے۔ اور ان ایام میں جبکہ ایک خطرناک جنگ کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ اختلافات کو مٹا کر ایسی فضاء پیدا کریں گے۔ کہ ہم سب دشمنان ملک کا مقابلہ کر سکیں۔ اور حکومت کی پریشانی بھی دور ہو جائے۔ ان دو غرضوں کے سوا میری اور کوئی غرض نہیں۔ اول یہاں کے غیر احمدیوں کی حقیقی ضرورت کا پورا کرنا۔ دوسرے اس نازک وقت میں حکومت کی تشویش کو دُور کرنا۔ لیکن اگر باوجود اس نیک نیتی کے اور ایک معقول مالی بوجھ اٹھانے کے لئے تیار ہونے کے ان کو بعض لوگ اکسائیں۔ اور مشتعل کریں۔ اور کہیں۔ کہ وہ زبردستی ہم سے ہمارے قبرستان اور عیدگاہیں چھینیں گے۔ تو ہمیں کسی گھبراہٹ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ

آخر ہم نے ہی غالب آنا ہے

نہ صرف قادیان میں بلکہ ساری دنیا میں۔ بہرحال میں نے ان کی خیر خواہی کی ایک تجویز پیش کر دی ہے۔ اگر وہ اسے قبول کریں۔ تو ان کا فائدہ ہے۔ اور اگر نہ کریں۔ تو ہمارا کوئی نقصان نہیں۔ واللہ علیم بما فی صدری وعلیہ التکلان۔

"موعود خلیفہ" کی دعائیں حاصل کرو

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اسکی دی ہوئی توفیق سے چندہ تحریک جدید اکثر جماعتوں اور اکثر افراد نے سات ستمبر تک ۵ فی صدی پورا کر لیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

چونکہ "موعود خلیفہ" کی دعا کا حاصل ہو جانا ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ اور احباب سے وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ جو دوست ۷ ستمبر تک اپنے وعدے سو فی صدی پورا کر دینگے۔ ان کے نام دربار خلافت میں دعا کے لئے پیش کر کے دعا کی درخواست کی جائے گی۔ اس وعدے کے ایفاء کے لئے اگرچہ "دفتر فنانشل سکرٹری تحریک جدید" سو فی صدی پورا کرنے والوں کے نام اسی دن حضور کے پیش کرتا رہا۔ جس دن کسی کا وعدہ ہوا۔ مگر تاہم بھی یہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک دن خاص مقرر کر کے ایسے احباب کی فہرست جنہوں نے ۳۰ جون کے خطبے کی تعمیل میں ۷ ستمبر تک اپنے وعدوں کو سو فی صدی پورا کر دیا ہے۔ ان کی فہرست دربار خلافت میں پیش کر کے دعا کی درخواست کی جائے۔ اس لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ایسی فہرست ۲۵ ستمبر بروز پیر "دوشنبہ مبارک ہے دوشنبہ" کے دن پیش کر کے دعا کی درخواست کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس امر کا اظہار بھی اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ "سابقون الاولون" جو اپنے وعدوں کو ۳۰ جون سے پہلے پہلے سو فی صدی پورا کر چکے ہیں۔ ان کے نام حضور کی خدمت میں دعا کے لئے پیش ہو چکے ہیں۔ جیسا کہ شائع شدہ فہرستوں سے بھی ظاہر ہو رہا ہے۔ ان احباب کے لئے جن کے وعدے باوجود ان کی جدوجہد کے پورے نہیں ہوئے مگر ان کی خواہش تھی۔ کہ وہ اپنا وعدہ ۷ ستمبر تک پورا کر لیں۔ مگر نہیں کر سکے۔ ان کے لئے یہ موقعہ ہے۔ کہ وہ اگر ۲۴ ستمبر کی شام تک اپنا وعدہ سو فی صدی پورا کر لیں دوسری فہرست جو ۸ سے ۲۵ ستمبر تک کی ہوگی۔ جو ۲۵ ستمبر کو دعا کے لئے حضور کے پیش کر دی جائیگی۔ اس میں ان کا نام آجائے۔ یعنی دو فہرستیں ہوں گی۔ ایک ۷ ستمبر ۲۲ تک پورا کرنے والوں کی۔ دوسری ۲۵ ستمبر تک پورا کرنے والوں کی جو ۲۵ ستمبر کو انشاء اللہ پیش کی جاوے گی۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ احباب جن کے وعدے پورے نہیں ہوئے۔ وہ اپنے وعدوں کو ۲۵ ستمبر تک سو فی صدی پورا کرنے کی پوری کوشش کریں۔ ان احباب کی فہرست جنہوں نے تحریک جدید کے وصول کرنے یا کرانے میں انتھک کوشش کی ہے۔ ان کی فہرست انشاء اللہ ماہ نومبر میں پیش کی جاویگی۔ ہر جماعت اور ہر فرد کو پوری کوشش سے اپنے وعدے سو فی صدی پورے کرنے چاہئیں۔ کیونکہ وقت بہت کم رہ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ والسلام۔

(برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عیسائی مشن!

تورات میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ایک عظیم الشان بشارت

اور

مسیحی حضرات کی کھلی ضلالت

(۳)

دوسری ضلالت - پادری ڈبلیو گولڈسیک صاحب موسوی بشارت " خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے مجھ سا ایک نبی برپا کریگا" کے متعلق لکھتے ہیں :- " ایک اور بات قابل غور ہے - اور وہ یہ ہے - کہ اگر ہم بغرض محال یہ مان بھی لیں - کہ استثنار ۱۸ ویں باب میں " بھائیوں " کا لفظ اسی مفہوم میں استعمال ہؤا ہے - جس میں اہل اسلام پیش کرتے ہیں - تو بھی محمد صاحب اس سے خارج رہ جاتے ہیں - کیونکہ یاد رہے - اسماعیل اسرائیل کے بھائی نہیں - بلکہ چچا تھے - (اسلئے بنی اسرائیل بنی اسماعیل کے بھائی نہیں کہلا سکتے)

(حضرت محمد اور کتاب مقدس ص۳)

جواب اول - پادری صاحب یہ تو محض حیلہ تراشی ہے - اور حجت طرازی سے حقائق کو چھپانے کی ناکام کوشش ہے - ورنہ حقیقت واقعہ یہ ہے - کہ قوم بنی اسرائیل و بنی اسماعیل کے مورث اعلےٰ یا جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں - جن کو خدا تعالےٰ نے دو بیٹے عطا کئے - اسماعیل اور اسحاق - ان دونوں بیٹوں سے یکساں برکت کے مواعید ہیں - اور بتلایا - کہ ان دونوں بیٹوں کی نسل سے عظیم الشان قومیں ظہور پذیر ہوں گی - چنانچہ حضرت اسماعیل عم کی نسل بنو اسماعیل کہلائی اور اسحاق کی نسل (ا) بنی اسرائیل (ب) و بنی عیسو - اب ظاہر ہے - کہ یہ تینوں قومیں آپس میں بھائی بھائی اقوام ہیں - جبکہ اسماعیل کے اسحاق بھائی ہیں - تو یقیناً ان کی نسل بھی آپس میں اخوت و برادری کے رشتہ سے وابستہ ہو گی - لیکن پادری صاحب ہیں - کہ یہاں بھی حیلہ جوئی سے باز نہ رہے - اور ایک نیا حیلہ تلاش کر لائے - اور وہ یہ کہ اسماعیل اسرائیل کے بھائی نہیں بلکہ چچا تھے - اسلئے اسرائیلی اسماعیلیوں کے بھائی نہیں ہیں - قطع نظر اس کے کہ پادری صاحب کی یہ دلیل بائیبل کی رو سے صحیح ہے یا غلط - میں یہ بتلانا چاہتا ہوں - کہ جہاں قوموں کے رشتہ اخوت کا سوال ہو - وہاں ایسی باریکیاں نظر انداز کرنی پڑتی ہیں - جن باریکیوں میں پادری صاحب الجھ رہے ہیں - یہاں اسرائیل زیر بحث نہیں - بلکہ ہم نے یہ دیکھنا ہے - کہ اسماعیل کی نسل اور اسحاق کی نسل آپس میں بھائی بھائی ہے - یا کہ نہیں یا حضرت ابراہیم کی جانب سے ان دونوں قوموں میں رشتہ اخوت قائم ہے یا کہ نہیں - پس جبکہ یہ دونوں قومیں ابراہیمی تنے کی دو عظیم الشان شاخیں ہیں - ان کا ایک ہی مورث اعلےٰ ہے - اس لحاظ اور جہت سے یہ قومیں بھائی بھائی کہلانے کی مجاز ہیں - اگر اب بھی وہی ہٹ اور رٹ ہے - کہ اسماعیلی اسرائیلیوں کے بھائی نہیں کہلا سکتے - بلکہ چچا ہیں - تو تحقیقی جواب کے بعد الزامی جواب سنیئے -

جواب دوم - حضرت یعقوب یا اسرائیل کے بارہ بیٹے تھے - جو کہ بنی اسرائیل کہلائے - ایک بیٹے کا نام یہودا تھا - جس کی نسل بنی یہودا کہلائی - پیدائش ۴۹/۱۱ - چونکہ بنی یہودا بنی اسرائیل سے خیال رقابت رکھتے تھے - اس لئے ان کو الگ الگ دو قومیں ٹھہرایا گیا - یعیاہ ۵/۷ سلاطین ع۱ ۱۲/۲۴ - سموئیل ع۲ ۱۹/۱۱-۱۲ - گویا اسرائیل کی نسل دو حصوں میں منقسم ہو کر دو ناموں سے موسوم ہوئی - بنی اسرائیل اور بنی یہودا - تو اب کون کہہ سکتا ہے - کہ چونکہ یہودا کا عیسو چچا تھا - اس لئے بنی یہودا بنی عیسو کے بھائی نہیں - جبکہ (تورات میں بنی یہودا کو بنی اسرائیل کے بھائی سلاطین ع۱ ۱۲/۲۴ اور بنی اسرائیل کو بنی عیسو کے بھائی تبلایا گیا - استثنار ۲۳/۸، ۲/۲۸ گویا بالفاظ دیگر) تورات میں بنی یہودا کو بنی اسرائیل کے بھائی کہا گیا - (دیکھو عبدیاہ ۱/۱۲) حالانکہ اگر پادری صاحب کی نظر سے دیکھا جائے - تو بنی یہودا کے بنی عیسو بھائی نہیں - بلکہ چچا ٹھہرتے ہیں - اس کا حل یہی ہے - کہ جہاں قوموں کے رشتہ اخوت کا سوال ہو - وہاں مورث اعلیٰ کو دیکھنا چاہیئے - چونکہ بنی یہودا اور بنی عیسو کے مورث اسرائیل اور عیسو بھائی بھائی تھے - اسلئے ان اقوام کو تورات نے رشتہ اخوت میں منسلک دکھلایا - مزید برآں اسرائیل کا بیٹا ہونے کی وجہ سے یہودا کی نسل قوم بنی اسرائیل میں ہی شامل ہے - صرف نام کا اختلاف ہے - جو آپس کی رقابت کا نتیجہ ہے - پس بنی اسرائیل میں شامل ہونے کے باعث بنی یہودا بنی عیسو کے بھائی ہیں - بعینہ اسی طرح بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل کا معاملہ ہے - بنی اسرائیل دراصل بنی اسحاق ہیں - عیسو اور اسرائیل کی نسل میں رقابت کی وجہ سے امتیاز کے لئے بنی اسحاق کی بجائے بنی عیسو اور بنی اسرائیل نام رکھا گیا - ورنہ اسحاق کا بیٹا ہونے کی وجہ سے اسرائیل اور عیسو کی نسل بنی اسحاق ہے - تواریخ ع۱ ۱/۳۴ - بنابریں ثابت ہے - کہ بنی اسحاق (یعنی بنی عیسو اور اسرائیل) بنی اسماعیل کے بھائی ہیں - اور پادری صاحب کی نئی تراشش سراسر باطل ہے - ورنہ تسلیم کرنا پڑے گا - کہ بنی یہودا اور بنی عیسو بھی بھائی بھائی نہیں ہیں - کیونکہ یہودا عیسو کا چچا تھا - لیکن جیسے یہاں یہودا کی جانب سے نہیں بلکہ اسرائیل کی جانب سے رشتہ اخوت قائم کیا جائیگا - ویسے ہی وہاں اسرائیل کی جانب سے نہیں - بلکہ اسحاق کی جانب سے رشتہ اخوت قائم ہو گا - مختصر یہ کہ اسماعیل اور اسحاق دو بھائی بھائی تھے - اس لئے ان کی نسل (ا) بنی اسماعیل (ب) بنی اسرائیل - (ج) بنی عیسو آپس میں بھائی بھائی اقوام ٹھہرینگی -

جواب سوم - لیجئے صاحب - قصہ پاک ہؤا - تورات نے بنی اسرائیل کو بنی اسماعیل کے بھائی ٹھہرایا ہے - پیدائش ۲۵/۱۶ - ۱۶/۱۲ - پس پادری صاحب کا اقدام تورات سے صریح خلاف ہے - کتنا تعجب انگیز امر ہے - کہ تورات تو (ان باریکیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے جن میں پادری صاحب الجھ رہے ہیں) ان دونوں قوموں میں رشتہ اخوت تبلائے - لیکن پادری صاحب ہیں - کہ وہ اسی غم میں گھل رہے ہیں - اور کفِ افسوس مل رہے ہیں - کہ بنی اسرائیل کا بنی اسماعیل سے رشتہ اخوت کیوں قائم ہو گیا - اور تعصب نے دماغ کو اس قدر ماؤف و مختل اور آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے - کہ وہ اپنی کتاب مقدس کو بھی ایک نظر نہیں دیکھتے - بلکہ طاق نسیان میں رکھ دیتے ہیں - اور نہیں غور کرتے - کہ تورات مقدس نے ان دونوں قوموں کو ایک ہی مورث اعلےٰ یا باپ ہونے کی وجہ سے بھائی بھائی ٹھہرایا ہے - چنانچہ ابراہیم ؑ سے خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے - کہ تو قوموں کا باپ ہو گا - پیدائش ۱۷/۴ - یشوع بن سیراخ ۲۰/۴۴ بایں صورت لازماً وہ قومیں آپس میں بھائی بھائی کہلائیں گی - اس نقشہ سے سمجھنے کی کوشش کیجئے -

مورث اعلیٰ

حضرت ابراہیم

حضرت اسحاق		حضرت اسماعیل
بنی اسحاق یعنی	قومیں	بنی اسماعیل

بنی اسرائیل اور بنی عیسو) ماخوذ تواریخ ع۱ ۲۸-۳۴/۱

جواب چہارم - ان جوابات کے بعد امید واثق ہے - کہ پادری صاحب اپنے لکھے پر نادم ہونگے - اگر ندامت محسوس نہ ہو - تو اتمام حجت کے لئے یہ دندان شکن جواب ملاحظہ ہو - تورات کی رو سے ثابت ہے - کہ چچا بھتیجا آپس میں بھائی بھائی کہلا سکتے ہیں - پس پادری صاحب کا یہ کہنا کہ اسرائیل اسماعیل کے چچا ہیں - اسلئے ان کی نسل بھائی بھائی نہیں کہلا سکتی - سراسر باطل ہے - لیجئے ہم آپ کے مسلمات کی رو سے اتمام حجت کئے دیتے ہیں - لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجا تھے - چنانچہ لکھا ہے - " یہ تارح کا نسب نامہ ہے تارح سے ابرام اور نحور اور حاران پیدا ہوئے - اور حاران سے لوط پیدا ہؤا " پیدائش ۱۱/۲۷ یہاں سے صاف ظاہر ہے - کہ لوط حضرت ابراہیم کے بھائی حاران کے بیٹے تھے - اور ابراہیم کے بھتیجے - پیدائش ۱۴/۱۲ - لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے -

(ا) " تب ابرام نے لوط سے کہا - کہ ہم بھائی ہیں " (ب) اسی طرح لکھا ہے - " جب ابرام نے سنا - کہ میرا بھائی (لوط) گرفتار ہؤا " پیدائش ۱۴/۱۴ - (ج) پھر ۱۶ آیت میں لکھا ہے - ابرام " سب مال اور اپنے بھائی لوط کو اس کے مال سمیت اور عورتوں اور لوگوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو بھی پھیر لایا۔ پیدائش ۱۴/۱۶۔ پس اگر تورات کی رو سے چچا بھتیجا ایک دوسرے کو بھائی کہہ سکتے ہیں۔ تو کیا چچا کی نسل (بنو اسماعیل) اور بھتیجی کی نسل (بنی اسرائیل) بھائی بھائی کہلانے کی مستحق نہیں۔ فتدبر۔

نوٹ:۔ بلکہ یہاں تک کہ تورات سے ثابت ہے۔ ماموں اور بھانجا بھی آپس میں بھائی کہلاتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"جب لابن نے اپنے بھانجے (یعقوب) کی خبر سُنی۔ تب وہ اسے ملنے کو دوڑا۔ ..... اور لابن نے اس سے کہا۔ کہ سچ تو میری ہڈی اور میرا گوشت ہے ..... کیا اس لئے کہ تو میرا بھائی ہے۔ مفت میں میری خدمت کرے گا۔ پیدائش ۲۹/۱۴-۱۵۔

(ب) پھر لکھا ہے۔ "تب یربعل کا بیٹا ابیمالک سکم میں اپنے ماموؤں کے پاس گیا۔ ... اور کہا۔ میں تمہاری ہڈی اور تمہارا گوشت ہوں ..... اس کے ماموؤں نے کہا۔ کہ یہ ہمارا بھائی ہے" قاضیوں ۹/۱تا۴۔

مسطورہ بالا آیات کے جلی حروف سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ایک ہی گوشت اور پوست ہونے کی وجہ سے یا رحمی رشتہ سے قریبی رشتہ دار کو بھائی کہا گیا۔ جیسے چچا یعنی ماموں۔ بھانجا آپس میں بھائی بھائی کہلاتے تھے۔ چنانچہ رحمی رشتہ کے اعتبار سے بنی اسرائیل بنی اسماعیل کے بھائی ہیں۔

تورات میں بھی یہی ہے۔ کہ خداوند خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان تیرے ہی بھائیوں سے تیری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ یہاں "تیرے ہی درمیان" کے لئے عبرانی لفظ مقرِّبِجا استعمال ہؤا۔ لفظ قریب یا قارب عبری زبان میں درمیان کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ ... لیکن یہی لفظ جب کسی چیز کے اندرونی حصہ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ وہاں پیٹ اور رحم کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ چنانچہ خروج ۲۹/۱۳تا۲۲ احبار ۱/۱۳، ۹/۱۴ میں قربانیوں کے ایسے ہی اندرونی حصوں کے لئے استعمال ہؤا ہے۔ پیدائش ۲۵/۲۲ میں بالخصوص رحم کے لئے استعمال ہؤا ہے۔ اس لئے اس لفظ کے معنی ہوں گے۔ "تیرے ہی درمیان سے" یا "تیرے رحمی رشتہ سے"

(ماخوذ از کتاب میثاق النبیین صفحہ ۱۵۴)

اب ظاہر ہے۔ کہ بنی اسرائیل بنی اسماعیل کے رحمی رشتہ سے بھائی ہیں۔

بالآخر ہم محققین بائیبل کا ایک بیان درج ذیل کرتے ہیں۔ جس میں انہوں نے ثابت کیا ہے۔ کہ یہودی طرز پر چچا بھتیجا آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ چنانچہ پیدائش ۱۲/۱۳ کے حاشیہ میں لکھا ہے۔ کہ ابراہیم کا سارا کو بہن کہنا "جھوٹ نہیں تھا۔ کیونکہ سارا اس کے بھائی ہاران کی بیٹی اور اس کی بھتیجی تھی۔ اس لئے یہودیوں کی طرز پر وہ اس کی بہن کہلا سکتی تھی۔ جس طرح سے کہ لوط کو جو (ابراہیم) کا بھتیجا تھا۔ اس کا بھائی کہا گیا۔" کیتھولک بائیبل جلد ۱ صفحہ ۳۱۔

اب صاف ظاہر ہے۔ کہ یہودیوں کی طرز پر چچا بھتیجا آپس میں بھائی بھائی کہلا سکتے ہیں۔ اس لئے اسماعیلی اسرائیلیوں کے بھائی ہیں۔ پس جبکہ یہودیوں کی طرز پر چچا بھتیجا ایک دوسرے کو بھائی کہتے ہیں۔ تو کونسا غضب ہوگیا۔ اگر ہم بنی اسرائیل کو بنی اسماعیل کے بھائی قرار دیں۔ جیسا کہ تورات ان دونوں قوموں کو آپس میں بھائی بھائی ٹھہرائے۔

پادری صاحب اگر اب بھی عرق انفعال کے چند قطرات آپ کی پیشانی پر نمودار نہ ہوں بلکہ آپ اپنی ہی رکیک قیاس آرائیوں جنوں زائیوں اور خام خیالیوں کو مبنی بر صداقت تصور کریں۔ تو میں اس کے سوا اور کیا کہوں

جنوں کا نام خرد لکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(باقی دارد) عبدالقادر لائل پور

ہر وعدہ کرنے والا جس نے کسی سال کا چندہ تحریک جدید نہیں دیا اب ادا کر کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزاری فوج میں شامل ہو سکتا ہے

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور میاں جلال الدین صاحب خوشاب سے لکھتے ہیں:۔

"خاکسار کی نظر بہت کمزور ہو گئی ہے۔ آنکھوں پر کالا موتیا بتاتے ہیں۔ اتنا دکھائی دیتا ہے۔ کہ کچھ چل پھر سکتا ہوں۔ ماں باپ بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ غربت کی وجہ سے جوانی میں شادی نہ ہو سکی۔ تن تنہا ہوں۔ ایک احمدی نے مجھے رہنے کے لئے ایک کوٹھا (مکان) دیا ہؤا ہے۔ آمدنی کا کوئی ذریعہ نہیں۔ احباب غریب آدمی سمجھ کر کچھ نہ کچھ امداد کرتے رہتے ہیں۔ خاکسار نے کچھ رقم تھوڑی تھوڑی بچا کر آنکھیں بنوانے کے لئے رکھی ہوئی تھی۔ میں نے ۸/۲۹ ۱۳ کے جلسہ میں سنا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزاری الٰہی فوج میں وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو متواتر دس سال چندہ تحریک جدید ادا کریں۔ دل میں سوچا۔ کہ اب میں بڑھاپے کو پہنچ چکا ہوں۔ اب آنکھیں اگر نہ بھی بنوائی گئیں۔ تو خیر ہے۔ اگر تحریک جدید میں شامل ہو کر روحانی آنکھیں حاصل ہو جائیں۔ تو اس سے بہتر اور کیا انعام ہو سکتا ہے۔

ادھر فنانشل سکرٹری تحریک جدید سے ایک خط آیا۔ کہ اگر پہلے تین سال کا چندہ تحریک جدید ادا کر دیں۔ تو پانچہزاری فوج کے رجسٹر میں نام لکھا جا سکتا ہے۔ خطبہ سنکر خاکسار نے تحریک جدید سال اول۔ دوم۔ سوم کے پندرہ روپیہ ادا کر دیئے ہیں۔ حضور دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ اس حقیر رقم کو قبول فرمائے۔ اور نظر بھی اچھی ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے حضور یہ بات انہونی نہیں"۔

ہر وہ دوست جس نے سال پنجم کا چندہ تو ادا کر دیا ہے۔ مگر گذشتہ کسی نہ کسی سال کا چندہ واجب ہے۔ انہیں معلوم ہو جائے۔ اور وہ یاد رکھیں۔ کہ ان کو سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور سے عام اجازت ہے۔ کہ جس سال میں چندہ نہیں دیا ہے۔ اب دیکر اپنا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رجسٹر میں درج کرا لیں۔ اور جن دوستوں نے وعدے کئے ہیں۔ وہ اپنا حساب یاد کر کے یا دفتر فنانشل سکرٹری تحریک جدید سے بذریعہ خط و کتابت اپنا حساب معلوم کر کے دیکھ لیں۔ اور جس سال میں کمی ہے۔ اسے پورا کر لیں۔

ہر جماعت تحریک جدید کے پانچ سالہ وعدے سو فی صدی پورا کرنے والوں کی فہرست مرکز میں ارسال کرے

منشی محمد حیات خاں صاحب سکرٹری مال تحریک جدید ملتان۔ ان کارکنوں میں سے ہیں۔ جو تحریک جدید کے اپنے متعلقہ فرائض کو نہایت احسن طریق سے ادا کرتے ہیں۔ خواہ وعدوں کے لینے کا وقت ہو۔ یا وعدوں کی وصولی کا۔ چنانچہ انہوں نے وعدوں کے لینے میں بھی بہت اچھا کام کیا ہے۔ اور اب وصولی میں حضور کے ارشاد ۳۰ جون کی تعمیل میں جماعت ملتان کا وعدہ سو فیصدی پورا کر لیا ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ ساتھ ہی جماعت ملتان کے احباب کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کی قربانی کو قبول فرمائے۔

منشی صاحب موصوف لکھتے ہیں۔ کہ قریشی عبدالغنی صاحب نے سال دوم میں حصہ نہ لیا تھا۔ ان کو آپ کی چٹھی ملی۔ انہوں نے سال دوم میں جو خالی تھا۔ اب دس روپیہ ادا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔

میں پانچ سالہ وعدوں کی رقوم سو فی صدی پورا کرنے والوں کی فہرست تیار کر رہا ہوں۔ دوران تیاری فہرست میں جن کی نسبت معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے کسی نہ کسی سال میں حصہ نہیں لیا۔ ان کو تحریک کرتا ہوں۔ کہ وہ اب وعدہ لکھوا دیں۔ تا منظوری کے لئے بھجوا دیا جائے۔ چنانچہ مرزا محمد زمان صاحب نے سال دوم۔ سال سوم میں حصہ نہ لیا تھا۔ اب انہوں نے سال دوم کے چھ روپیہ اور سال سوم کے چھ روپیہ آٹھ آنہ کا وعدہ لکھوایا ہے۔ اور آج انہوں نے بارہ روپیہ آٹھ آنہ ادا کر دیئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اس رقم کی وصولی ۱/۳۹ ۱۵ کے اندر حسب اعلان شمار فرمائیں۔

ہر جماعت جس نے اپنے وعدوں کو سو فی صدی پورا کر لیا ہے۔ یا نوّے فی صدی کیا ہے۔ یا اسّی فی صدی تک وصولی کر لی ہے۔ انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اپنی پانچ سالہ فہرست تیار کر کے فنانشل سکرٹری تحریک جدید کے نام براہ راست مرکز میں ارسال کر دیں۔ تا ان کی فہرست کا دفتر اپنے ریکارڈ سے مقابلہ کر کے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور دعا کے لئے پیش کرے۔ اور اسے اخبار میں شائع کر کے محفوظ کر دے۔

تیاری فہرست کے وقت جن دوستوں کی نسبت معلوم ہو۔ کہ ان کا چندہ کسی نہ کسی سال کا واجب ہے۔ انہیں تحریک کریں۔ کہ وہ اب جس سال میں حصہ نہیں لیا ہے۔ اس کا چندہ ادا کر لیں۔ تا ان کا نام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پانچہزاری فوج کے رجسٹر میں لکھا جائے۔ اس رجسٹر میں صرف ان کا نام ہی آ سکتا ہے۔ جنہوں نے اپنے پانچوں سالوں کا چندہ سو فی صدی ادا کر دیا ہو۔ پس ہر وہ جماعت جو اس سے سو فی صدی وعدہ کو پورا کر چکی ہے۔ جہاں بقیہ حصہ بھیج کر اپنے وعدے سو فی صدی پورے کرے۔ وہاں اپنی جماعت کی پانچ سالہ فہرست بھی مکمل کر کے جلد تر ارسال کرے۔ والسلام

خاکسار برکت علی خاں فنانشل سکرٹری تحریک جدید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہفتہ بھر کی جنگ کی خبریں

گورنمنٹ انڈیا کی طرف سے ہندوستان سے باہر بھیجی جانے والی اشیاء کی روک

شملہ۔ گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنے گزٹ کی ایک غیر معمولی اشاعت میں اعلان کیا ہے۔ کہ ہندوستان سے مندرجہ ذیل اشیاء کی برآمد کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

(۱) ہر قسم کا اسلحہ کارتوس۔ گولیاں۔ بارود اور ایسے کیمیکل جو سائینٹفک جنگ کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں جنگ میں کام آنے والی مشینیں یا ان کے پارٹ یا ایسی اشیاء جو ان کے نعم البدل کے طور پر استعمال کی جا سکتی ہوں۔ اور ایسی چیزیں جو مندرجہ بالا قسم کے سامان کی تیاری کے لئے ضروری ہوں۔

(ب) ہر قسم کا ایندھن یا اس کے نعم البدل بحری۔ بری اور ہوائی ذرائع رسل و رسائل کی تیاری میں کام آنے والا سامان اور مشین اور ان چیزوں کو استعمال میں سہولت پیدا کرنیوالی چیزیں۔

(ج) ذرائع رسل و رسائل۔ ہتھیار۔ آلات تصاویر کاغذات اور دیگر اشیاء یا دستاویز جو دشمن کے خلاف جنگی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے ضروری ہوں۔

(د) سکے۔ سونا۔ چاندی اور دوسری قیمتی دھاتیں کرنسی یا قرضہ کے متعلق دستاویزات علاوہ ازیں ہر قسم کی دھاتوں۔ سامان۔ پلیٹوں۔ لاکھ مشینری یا دوسری اشیاء جو ان کی تیاری کے لئے کام آ سکتی ہوں۔

(ر) ہر قسم کے سامان خور و نوش یا ان کے نعم البدل۔ کپڑا۔ بساطی کا سامان۔ روئی۔ اون اور ان کے نعم البدل

چین اور جاپان کی صلح کا امکان

ہانگ کانگ۔ ۷ ستمبر۔ یہاں پر افواہ پھیل رہی ہے۔ کہ دونوں ممالک اپنے ذرائع ختم ہو جانے کی وجہ سے اور یورپ میں جنگ شروع ہو جانے کی وجہ سے جاپان اور چین دونوں آپس میں صلح کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں پیش قدمی جاپان کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ جاپان کی شرائط نہایت معمولی ہیں۔ جاپان چین سے اس شرط پر اپنی فوجیں واپس بلانے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ چنکیانگ گورنمنٹ مانچوکیو کو آزاد سٹیٹ کے طور پر منظور کرے۔ اگر جاپان کی شرط منظور کر لی جائے۔ تو وہ تاوان جنگ اور دیگر مراعات کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ ہیرانوں کیبنٹ نے یورپ میں جنگ شروع ہونے سے پہلے اس قسم کی پیشکش کی تھی۔ اور اب جبکہ جنگ شروع ہو گئی ہے۔ جاپان چین کے ساتھ صلح کرنے کا اور بھی زیادہ خواہشمند ہو گیا ہے۔ تاکہ پوری قوت کے ساتھ روس اور یورپ کی صورت حالات کا مقابلہ کیا جا سکے۔ جاپان کا خیال ہے۔ کہ اگر چین کے ساتھ جنگ ختم ہو جائے۔ تو وہ جنگ کے دوران میں بھاری منافع اٹھا سکتا ہے۔ اور مشرق بعید کی منڈیوں پر غلبہ حاصل کر سکتا ہے۔ جاپانی لیڈروں کا بیان ہے۔ کہ اگر صلح ہو جائے۔ تو وہ یہ وعدہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ جاپان کی فوجیں چین سے واپس بلالی جائیں گی۔ صرف سیلوبان اور چہار میں جاپانی فوجیں رہینگی۔ تاکہ سوویٹ روس کی نگرانی کی جا سکے۔ جاپان اور چین دونوں جنگ سے تنگ آ چکے ہیں۔ اور جلد از جلد اس کا خاتمہ کر دینا چاہتے ہیں۔

جنگ کے متعلق پنڈت جواہر لال نہرو کیا کہتے ہیں

رنگون۔ ۸ ستمبر۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کو انٹرویو کے دوران میں کہا۔ کہ ہم بارہا اعلان کر چکے ہیں۔ کہ ہم سودا نہیں کرنا چاہتے۔ ہم جنگ کے مسئلہ پر اس نقطۂ نگاہ سے غور نہیں کرتے۔ کہ برطانیہ کی مشکلات سے فائدہ اٹھایا جائے۔ موجودہ جنگ دنیا کی شکل و شباہت کو بدلنے والی ہے۔ پرانا نظام مر چکا ہے۔ اور اسے زندہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہم نئے نظام کو بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تو ہمیں سمجھ بوجھ کر ایسا کرنا چاہیئے۔ ہمیں اپنے منتہائے مقصود کی صاف الفاظ میں وضاحت کر دینی چاہیئے۔ اور اس کے لئے ابھی سے کام شروع کر دینا چاہیئے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ بات بالکل حقیقت پر مبنی ہے۔ کہ ایک طرف جمہوریت اور آزادی اور دوسری طرف فیسزم اور ظلم ہیں۔ ہماری ہمدردی لازمی طور پر جمہوریت کے ساتھ ہے۔ اور ہم فیسسٹوں کی فتح کے تصور کو خوشی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتے:۔

— پیرس ۸ ستمبر۔ فرانس گورنمنٹ کی وزارت جنگ کا ایک کمیونک مظہر ہے۔ کہ فرانس کی مغربی سرحد پر جرمن فوجوں اور فرانس میگنٹ لائنوں میں زبردست جنگ ہو رہی ہے۔ فریقین ایک دوسرے پر نہایت بے دریغی سے گولہ باری کر رہے ہیں۔ سرحد پر فرانسیسی دباؤ اسقدر زبردست ہے۔ کہ جرمن فوج کے چھ ڈویژنوں کو پولش محاذ سے واپس بلا کر اس سرحد پر بھیجا گیا ہے۔ تاکہ دشمن کو آگے بڑھنے سے روکا جائے۔

— برطانوی حکومت کی وزارت جنگ کا ایک کمیونک مظہر ہے۔ کہ آج پھر برطانوی طیارے شمالی جرمنی پر پرواز کرتے رہے۔ دشمنوں کے شہروں پر بم نہ گرائے گئے۔ البتہ لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ پھینکے گئے۔ جن میں لکھا تھا۔ کہ برطانیہ کو جرمن لوگوں سے کوئی عناد نہیں۔ بلکہ وہ تو ہٹلرازم کے خلاف برسرپیکار ہے۔ جو دنیا سے آزادی اور انصاف کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ کمیونک میں مزید لکھا ہے۔ کہ پرواز کے بعد برطانوی ہوائی جہاز صحیح سلامت واپس آ گئے۔ وارسا کے ریڈیو سٹیشن سے یہ پیغام براڈکاسٹ کیا گیا ہے۔ کہ آج پھر پولش ہوائی جہازوں نے دوسری بار برلن پر حملہ کیا۔ اور بم برسائے۔

— پولش گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ آج جرمن ہوائی جہازوں نے وارسا پر آٹھ حملے کئے۔ بمباری کے علاوہ پولش ہوابازوں نے برطانوی ائیرفورس کی طرح پمفلٹ پھینکے۔ پولش حکام کا بیان ہے۔ کہ آج پولش توپچیوں نے وارسا پر پرواز کرنے والے جرمن طیاروں میں سے ۲۵ نیچے گرا لئے۔

— فرانس گورنمنٹ نے اعلان کیا ہے۔ کہ جرمنی کی سرحد پر فرانس کا حملہ بہت کامیاب رہا ہے۔ مگر بعد میں جرمن فوجوں کے جوابی حملہ کے نتیجہ کے طور پر فرانسیسی فوج کو کسی حد تک پیچھے ہٹنا پڑا۔ عراق گورنمنٹ نے بھی اعلان جنگ کر دیا ہے۔ چنانچہ تمام جرمنوں کو عراق سے چلے جانے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ جرمن سفیر نے پاسپورٹ کے لئے درخواست دی تھی۔ جو منظور کر لی گئی ہے۔

— پالم پور ۸ ستمبر۔ نواب صاحب بہاولپور جنگ میں برطانیہ کی مدد کرنے کے لئے آج یہاں سے ریاست کی طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ نے اپنے تمام ذرائع برطانوی حکومت کو پیش کر دیئے ہیں۔

— بھوپال ۸ ستمبر۔ نواب صاحب بھوپال نے ہندوستان بھر کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ باہمی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اس نازک موقعہ پر من حیث القوم برطانوی حکومت کی امداد کریں۔ کیونکہ اسلام جن اصولوں کا علمبردار ہے۔ برطانیہ نے انہیں کی حمایت میں جنگ شروع کی ہے۔

— برلن۔ ۸ ستمبر۔ ایک جرمن نیوز ایجنسی نے یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ جرمن فوج کے کمانڈر انچیف نے اعلان کیا ہے۔ کہ آج شام کو ۵ بجکر ۱۵ منٹ پر جرمن فوجیں وارسا میں داخل ہو گئی ہیں۔ پولش سرکاری حلقوں سے اس امر کی تصدیق نہیں ہوئی۔

جنگ سے پیدا شدہ حالات اور وزیر اعظم پنجاب

لاہور سے ۱۰ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ آج صبح سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم شملہ سے یہاں پہنچے۔ اور ۱۰ بجے تمام انگریزی اور اردو اخبارات کے نمائندوں کو مبادلۂ خیالات کے لئے اپنے ہاں مدعو کیا۔ سب سے پہلے آپ نے کہا۔ کہ پنجاب کے جملہ اخبارات کا رویہ جنگ کے سلسلہ میں قابل تعریف رہا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ میرے شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ پنجاب میں ڈیفنس آف انڈیا بل کی کوئی دفعہ استعمال میں لانے کا موقعہ نہ آئے۔ اس لئے اخبارات کو میرے ساتھ تعاون کرنا چاہیئے۔ جنگی مفاد کے خلاف تقریروں کی اشاعت بھی جرم ہے۔ اخبار نویسوں نے کہا۔ کہ جب ریوٹر ایسوسی ایٹڈ پریس اور دوسری خبر رساں ایجنسیوں کی ارسال کردہ خبریں مختلف مراحل پر سنسر ہو کر آتی ہیں۔ تو پھر ان کی اشاعت کے لئے اخبارات پر کوئی ذمہ واری کس طرح عائد ہو سکتی ہے۔ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ وہ کوشش کریں گے۔ کہ اس سلسلہ میں اخبارات کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں حاصل ہوں۔ اور کم سے کم ذمہ واری رہے۔ اس کے علاوہ پریس ایڈوائزر سے رات دن جس وقت ضرورت ہو۔ مشورہ لیا جا سکتا ہے۔ جنگ کے حالات پر گفتگو کرتے ہوئے آپنے کہا۔ کہ مجھے جو تار اور خطوط موصول ہوئے ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنجاب کے لوگوں نے میری پالیسی کو بہت پسند کیا ہے۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو میں چھ ہفتہ کے اندر اندر دس لاکھ جوان فوج میں بھرتی کرا سکتا ہوں۔ اجناس کی قیمتوں پر کنٹرول کے سلسلہ میں آپ نے کہا۔ کہ میں نے تمام ڈپٹی کمشنروں کے نام بذریعہ تار ہدایات جاری کر دی ہیں۔ کہ گندم اور آٹے کے نرخ میں آٹھ آنے فی من سے زیادہ فرق نہ ہو۔ اور بھی بہت سی اشیاء کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نرخوں پر کنٹرول رکھنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ اخبار نویسوں نے آپ کو توجہ دلائی۔ کہ یہ وقت اخبارات کے لئے بہت مشکلات کا ہے۔ کاغذ کے سوداگروں نے قیمتیں بہت بڑھادی ہیں۔ اس کے علاوہ غیر ملکی فرموں نے اپنے اشتہارات بند کر دیئے ہیں۔ اس لئے کاغذ کے نرخوں پر بھی کنٹرول کیا جائے۔ وزیر اعظم نے کہا۔ کہ آپ لوگ اس کے متعلق مجھے تفاصیل بہم پہنچائیں۔ میں اخبارات کی اس مشکل کا فوری حل تلاش کرنے کی کوشش کروں گا۔ اور کاغذ کی بہم رسانی نیز اسکی قیمت پر کنٹرول رکھنے کے لئے مناسب کارروائی کروں گا۔

یورپین طاقتوں کے ہوائی بیڑے

روس۔ جہاں تک ہوائی طاقت کا تعلق ہے۔ روس اگر کوالٹی کے لحاظ سے نہیں تو تعداد کے لحاظ سے دنیا کی سب طاقتوں سے بڑھا ہوا ہے۔ سائبیریا اور پولش سرحد کے درمیان روس کے طول و عرض میں ۲۵۰۰ اور ۳۵۰۰ کے درمیان اول درجہ کے جنگی ہوائی جہاز پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر روس کی طرف سے اعلان جنگ ہو۔ تو یہ ہوائی جہاز ایک لمحہ کے نوٹس پر تباہی مچانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ روسی ہوائی جہازوں کی تعداد کا درست اندازہ تین ہزار کیا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ روس کے پاس ۱۵ سو اور دو ہزار کے درمیان دیگر ہوائی جہاز بھی ہیں۔ گویا روس کے پاس کل ۴۵۰۰ جنگی جہاز ہیں۔ اس کے ہوائی محکمہ میں ۵ لاکھ آدمی شامل ہیں۔ ان میں سے سات آٹھ ہزار تربیت یافتہ ہوا باز ہیں۔

اٹلی۔ اطالوی ہوائی بیڑے نے لمبے پرواز کرکے اور ریکارڈ توڑ کر بھاری شہرت حاصل کرلی ہے بحیرہ روم میں اسے انگریزوں کے مقابلہ میں اور ابی سینیا میں حبشیوں کے مقابلہ میں جو کامیابی ہوئی ہے۔ اس نے بھی اسکی شہرت میں اضافہ کر دیا ہے۔ اٹلی کے پاس ۲۲۵۰ جنگی جہاز اور ۱۳۰۰ اور ۱۷۰۰ کے درمیان دیگر جہاز ہیں۔ اٹلی غالباً ہوائی طاقت میں روس سے دوسرے درجہ پر ہے۔ لیکن کوالٹی کے لحاظ سے اسے وہ فوقیت حاصل نہیں۔ جو اسے چند سال پہلے تھی۔ لیکن اٹلی میں ایک کمزوری ہے۔ اور وہ یہ کہ اس نے ابھی تک اجتماعی ہوائی طاقت کا ثبوت نہیں دیا۔

جرمنی۔ آج سے چند ماہ پیشتر جرمنی کی ہوائی طاقت یورپ میں مطلقاً کوئی اہمیت نہ رکھتی تھی۔ اس وقت اس نے ہوائی جہازوں میں کچھ اضافہ کیا ہے۔ مگر ان کی کوالٹی بہت گھٹیا ہے۔ اور برطانیہ اور فرانس کی ہوائی طاقت کا کسی صورت میں مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اگر یورپ میں جنگ طویل ہو جائے۔ تو جرمنی کے ان جہازوں کی اتنی طاقت نہیں۔ کہ وہ اتحادیوں کے ہوائی جہازوں کے مقابلہ کر سکیں۔ ان کی Equipment بھی اتنی نہیں۔ کہ اس کے متعلق یہ کہا جائے۔ کہ وہ کچھ اچھی ہے۔ اور کسی جنگ میں اچھی طرح کام کر سکتی ہے۔ مزید براں جرمنی کے پاس اتنے پائیلاٹ بھی نہیں۔ اور جتنے ہیں۔ انہیں مناسب اور ضروری ٹریننگ نہیں دی گئی۔ اور نہ ہی انہیں ہوا بازی میں مشق کرنے کے اتنے وسیع ذرائع ہی حاصل ہیں۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ جرمنی کے پاس اس وقت کل چھوٹے بڑے ہوائی جہازوں کی تعداد ۲ ہزار کے قریب ہے۔ ان میں جنگی جہاز بھی شامل ہیں۔ ان میں سے ایسے جہازوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ جنہیں صفِ اول میں شمار کیا جاسکے۔ اس لئے بحیثیت مجموعی جرمنی کی ہوائی طاقت اتحادیوں میں سے کسی ایک کی ہوائی طاقت کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ جرمنی خواہ کتنا ہی پراپیگنڈا کرے۔ مگر اسکی طاقت اس سے ہرگز زیادہ نہیں۔ جتنی کہ اوپر بتائی جاچکی ہے۔ آج دنیا میں جرمنی کے پراپیگنڈا کی کوئی اہمیت نہیں رہی۔ کیونکہ اسکی اصلیت ظاہر ہو چکی ہے۔

انگلستان۔ اصطلاحی طور پر انگلستان کو یورپ کے تمام ممالک پر فوقیت حاصل ہے۔ انگلستان نے ایسے ایسے ہوائی جہاز تیار کئے ہیں۔ جو ۳۰۰ اور ۳۴۶ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتے ہیں۔ اس لحاظ سے انگلستان کو تمام ممالک پر فوقیت حاصل ہے۔ اس وقت انگلستان ہر ماہ ۲۶۵ ہوائی جہاز تیار کر رہا ہے۔ لیکن اس تعداد میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ انگلستان اپنی ہوائی طاقت کو بڑھانے میں بھاری سرگرمی کا اظہار کر رہا ہے۔ اس کے ریزرو ہوائی جہازوں کا غالباً دنیا کی کوئی اور طاقت مقابلہ نہیں کر سکتی۔ انگلستان کے پاس کل ۲۰۰۰ ہوائی جہاز ہیں۔ اور اگر ریزرو ہوائی جہازوں کو بھی ساتھ شامل کر لیا جائے۔ تو یہ تعداد

موجودہ وقت کی نزاکت کا خیال رکھتے ہوئے ہر نوجوان۔ بوڑھے کمزور مردوں اور عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے جسموں کو طاقتور بنالیں۔ ہم اپنے دواخانہ کی طرف سے طاقتور ادویات کی

عظیم الشان رعایت

کا اعلان کرتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ ہر دوست کو چاہیئے کہ اس بہت بڑی رعایت کو غنیمت سمجھکر مقوی ادویات سے اپنے جسموں کی سستی۔ کمزوری کو دور کر ڈالے۔ اور صحیح معنوں میں جوانمرد کہلانیکا مستحق ہو جائے۔ جو دوست اپنے شہر یا قصبہ کے ڈاکخانہ میں ۱۸-۱۹-۲۰ ستمبر کو خط ڈالیں گے۔ وہی اس رعایت کے حقدار سمجھے جائینگے۔ بیرون ہند کیلئے ۵-۶- اکتوبر کی تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔

حسن نکھار (رجسٹرڈ)

چہرہ کے بدنما کالے داغ چھائیاں کیل۔ مہاچھیندی دنوں میں دور ہو جاتے ہیں۔ چہرہ گلرنگ شگفتہ جلد نرم و ملائم ہو جاتی ہے۔ اصل قیمت شیشی کلاں عہ رعایتی ۱۰ ار

طاقت کی شاہانہ اکسیر

امرت بوٹی رجسٹرڈ

جسمانی عوارضات کو دور کرکے جسم میں نیا خون۔ نئی جوانی کی حقیقی روح پیدا کر دیتی ہے۔ اصل قیمت ۵۰ گولی عہ رعایتی قیمت صرف عہ ر ۱۰۰ گولی معہ برقی مالش عگا رعایتی قیمت صرف عگار

چشمۂ زندگی کی مایۂ ناز دواء

روح شباب رجسٹرڈ

بڑھاپے میں جوانی کی قوت پیدا کرنیوالی۔ انوں کو دلیر بہادر و شجاعت کا جامہ پہنانیوالی۔ زبردست اکسیر مقوی اعصاب۔ اسکے استعمال سے تازہ خون بیروں مقدار میں پیدا ہوتا ہے۔ شیشی کلاں عگار مطابق رعایتی اعلان۔ ہیر

سفوف اعظم جواہر والا رجسٹرڈ

مادۂ حیات کی کامل طور پر اصلاح کرتا ہے جوانی کی کمزوریوں کو دور کرکے نیا شباب پیدا کر دیتا ہے۔ جوانوں کا سچا رفیق اور مستقل طور پر ساتھ دینے والا۔ قیمت بکس کلاں عگار کی بجائے عہر

قوت حافظہ کی کامیاب دوا

برین ٹون رجسٹرڈ

تھکاوٹ دماغ نسیان کمی حافظہ کیلئے نہایت مفید ہے قوت حافظہ کو بڑھاتی اور ذہن کو تیز کرتی ہے قیمت ۵۰ گولی کی شیشی عہر رعایت مطابق اعلان صرف عہ ر

مستورات کو طاقتور تندرست اور توانا بنانیوالی دنیا میں پہلی دوا

سندروتی رجسٹرڈ

کمزوری جسم۔ کمی خون۔ چہرہ کی زردی چند ہی دنوں میں دور ہو جاتی ہے جسم میں غیر معمولی طور پر ہوشیاری چستی پیدا ہو جاتی ہے قیمت ۴۰ گولی کی شیشی عگار کی بجائے عہر علاوہ محصولڈاک

مفت! مفت!!!

اگر آپ ہمارے دواخانہ سے تین کتب۔ یونانی جنتری گلشن صحت رفیق جوانی مفت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو اپنے شہر قصبہ دیہات کے صرف چار ایسے دوستوں کے مکمل پتوں سے اطلاع دیں تینوں کتب آپکو مفت روانہ کی جائینگی۔

طاقت کی زبردست اکسیر

گولڈن ٹونک پلز

جسم کی نس نس میں خون کی لہریں پیدا کر دیتی ہیں۔ کمزور دل لوگ مضبوط دل ہو جاتے ہیں۔ قیمت ۶۰ گولی کی شیشی عگار کی بجائے عہر

ملنے کا پتہ:۔ **دواخانہ یونان فارمیسی رجسٹرڈ جالندھر کینٹ پنجاب**

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطار اللہ خان مولوی فاضل پرنٹر چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)